Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

ٹیلیفون نمبر ۹۱

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵

خطبہ نمبر

الفضل

روزنامہ قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN.

قیمت ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۲ ۔ قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۸

جلد ۲۵	۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۶ھ	یوم جمعہ	مطابق ۲۷ اگست سنہ ۱۹۳۷ء	نمبر ۱۹۹

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۵ اگست۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں خیر و عافیت ہے۔

حضرت میر محمد اسحاق صاحب نے چند دنوں سے بعد نماز مغرب مہمانخانہ میں بخاری شریف کا درس دینا شروع کیا ہوا ہے۔ جس میں لوگ بکثرت شریک ہوتے اور مستفیض ہوتے ہیں ؁

مسجد اقصےٰ میں مولوی ابو العطاء صاحب آجکل درس القرآن اور درس صرف و نحو دے رہے ہیں۔ اس میں یہ تبدیلی کی گئی ہے۔ کہ صبح ۸ بجے سے ۹ بجے تک بجائے درس صرف و نحو کے قرآن شریف کا درس دیا جاتا ہے۔ اور بعد نماز عصر درس صرف و نحو ؁

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارا مذہب

زعشاقِ فرقان و پیغمبریم ؁ بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالےٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے۔ یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبۂ اتمام پہونچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالےٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔ اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا۔ جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد و کافر ہے۔ اور ہمارا اس بات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روزافزوں ترقی

۲۵ اگست سنہ ۱۹۳۷ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے۔

۱۰۳۳	Mr. P. P. Kamal Kutty Malabar		
۱۰۳۴	" K. E. Mohd Ibrahim "		
۱۰۳۵	محمد بخش صاحب سرگودھا	۱۰۴۰	مسماۃ غلام زینب صاحبہ بہاولپور
۱۰۳۶	میاں شرف دین صاحب جہلم	۱۰۴۱	رحمت الٰہی صاحب بہاولپور
۱۰۳۷	حاجی محمد صاحب بہاولپور	۱۰۴۲	احمد یار صاحب "
۱۰۳۸	مسماۃ غلام جنت صاحبہ "	۱۰۴۳	محمد اقبال صاحب "
۱۰۳۹	مسماۃ نگاماں خاتون صاحبہ "	..	.. ..

مشرق بعید کے خدام کا سیدنا حضرت امیرالمومنین کا اظہار عقیدت

۱- جماعت ہائے احمدیہ سٹریٹ سیٹلمنٹس و ملایا کا ہر فرد بلا استثناء سیدنا و امامنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حضور اپنی دلی اطاعت وعقیدت کا ہدیہ پیش کرتا ہے۔ اور حضور پرنور کو اللہ تعالےٰ کا قائم کردہ خلیفہ برحق یقین کرتا ہے۔ نیز خلافت سے وابستگی کو جزوِ ایمان اور علیحدگی کو موجب سلب ایمان اور ابلیس کے نقشِ قدم پر چلنے کے مترادف سمجھتا ہے۔

۲- ہمارا ایمان ہے کہ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز خلیفہ موعود ہیں۔ اور ہم حضور پُر نور کو جری اللہ فی حلل الانبیاء سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان جملہ پیشگوئیوں کا مصداق یقین کرتے ہیں۔ جو پسر موعود کے متعلق ہیں۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسن واحسان میں نظیر سمجھتے ہیں۔

۳- ہم جملہ ممبران جماعت احمدیہ سٹریٹ سیٹلمنٹس و ملایا حضور کی اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنے لئے سعادت دارین یقین کرتے ہیں۔ نیز خلافت عظمیٰ اور سلسلہ کے وقار کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک پیش کر دینا اپنے لئے باعث سعادت و موجب فخر سمجھتے ہیں۔

۴- ہم تمام ممبران جماعت احمدیہ سٹریٹ سیٹلمنٹس و ملایا معترضین کے ناپاک اور معاندانہ رویہ کو سخت نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ ۰ انک انت الوھاب ۰ آمین

خاکسار۔ سید شاہ محمد سیکرٹری تبلیغ مجاہد سنگاپور

یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں۔

"تحریک جدید میں وہی شخص شامل ہو۔ جو وعدے کو پورا کرنے کی توفیق رکھتا ہو اور جو سمجھتا ہو۔ کہ پہاڑ ٹل جائیں۔ تو ٹل جائیں۔ مگر میں اپنے وعدے سے نہیں ٹل سکتا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں ایسے احباب کی کمی نہیں۔ اگر ہو بھی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ کام آخر ہو کر رہے گا۔ اور کسی روک کی وجہ سے چاہے وہ کتنی ہی بڑی ہو۔ یہ کام رک نہیں سکتا۔ آپ کا الہام ہے۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے۔ جن کی طرف ہم آسمان سے وحی نازل کریں گے۔ پس مجھے روپیہ کی فکر نہیں اللہ تعالےٰ خود ایسے آدمی لائے گا۔ جن کے دلوں میں الہاماً یہ تحریک کریگا کہ جاؤ اور چندے دو۔ اس لئے مجھے کوئی گھبراہٹ نہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں اگر ہماری جماعت کا ایمان بڑھ جائے تو موجودہ چندوں سے چار گنے زیادہ چندے وہ دے سکتی ہے۔ اور اگر لوگ ایماندار بن کر ایمان کے ایک خاص مقام پر پہنچ جائیں۔ تو موجودہ چندوں سے چار گنے کیا۔ اس سے بھی زیادہ دے سکتے ہیں۔"

اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ تیسرے سال کی تحریک جدید کامیاب تو ہو جائے گی۔ مگر مبارک وہ ہوں گے۔ جو اپنے وعدوں کو وقت کے اندر پورا کریں گے۔ مخلصین کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اب تحریک جدید کا تیسرا سال بالکل قریب الختم ہے۔ ہر مخلص کو اپنے وعدے کے سو فی صدی پورا کرنے میں پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ تا اس کا نام اللہ تعالےٰ کے رجسٹر میں وعدے ایفا کرنے والوں میں آجائے۔ یاد رہے۔ کہ تیسرے سال کی آخری تاریخ یکم دسمبر سنہ ۳۷ء ہے۔ جن دوستوں نے وعدے کے وقت ہی دسمبر یا جنوری یا اس کے بعد کی بھی منظوری حاصل کی ہوئی ہے۔ انہیں چاہیئے۔ وہ اپنے وعدہ کو بجائے دسمبر یا جنوری میں پورا کرنے کے نومبر سنہ ۳۷ء میں پورا کریں۔ اللہ تعالےٰ احباب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید قادیان

ضرورت رشتہ

ایک اعلےٰ تعلیم یافتہ راجپوت نوجوان کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے لڑکی نیک سیرت تعلیم یافتہ اور تندرست زمیندار راجپوت خاندان کی ہو۔ اطلاعات معرفت پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ آئیں۔

وصیت پیمانہ ہے۔ ایمان کو ناپنے کا

اس وقت تک جماعت کی تعداد کے مقابلہ میں وصایا کی تعداد بہت کم ہے۔ جماعت کے متمول طبقہ نے ابھی تک وصیت کرنے کی طرف توجہ نہیں کی۔ پنجاب کے ضلع لائلپور سرگودھا منٹگمری میں احمدی بڑے بڑے زمیندار ہیں۔ اگر وہاں کی مقامی جماعتیں زمینداروں کو وصیت کی طرف خاص طور پر توجہ دلائیں۔ تو امید ہے۔ کہ بہت سے مخلص دوست وصیتیں کر دیں۔ اس زمانہ میں وصیت ایمان کو ناپنے کا آلہ ہے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ

311

خطبہ جمعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطباتِ جمعہ کے متعلق جماعت احمدیہ کی پالیسی

اخبار "احسان" کا جماعت احمدیہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے کا جھوٹا الزام

سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل و محاسن پر مضامین لکھنے کا مخالف علماء کو چیلنج

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۰ اگست ۱۹۳۷ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے پچھلے جمعہ میں یہ اعلان کیا تھا۔ کہ خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب نے مجھے آکر مجسٹریٹ صاحب علاقہ کا یہ پیغام دیا تھا۔ کہ جمعہ کا

خطبہ بھی دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت آتا ہے۔

لیکن یہ کہ وہ خطبہ پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ بشرطیکہ کوئی بات اس میں اس قسم کی نہ آئے۔ جو موجودہ واقعات کے متعلق ہو۔ اور جس سے کسی قسم کی

شورش پیدا ہونے کا خطرہ

ہو۔ میں نے اس پر یہ بیان کیا تھا۔ کہ یہ کہنا۔ کہ جمعہ کا خطبہ بھی دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت آتا ہے۔ چاہے اس کے بعد مجسٹریٹ صاحب یہ کہدیں۔ کہ میں خطبہ کے پڑھنے کی اجازت دیتا ہوں۔

مذہب میں دست اندازی

ہے۔ اور یہ کہ جب تک گورنمنٹ کے ساتھ کوئی فیصلہ نہ ہو جائے۔ میں مجسٹریٹ صاحب کی اجازت کے ماتحت خطبہ پڑھنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ بلکہ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ تک قانون کا احترام کرتے ہوئے صرف عربی کلمات پر ہی کفایت کروں گا۔ لیکن اُسی دن خان صاحب سے مجسٹریٹ صاحب علاقہ کی جب دوبارہ گفتگو ہوئی۔ تو انہوں نے خان صاحب سے ذکر کیا۔ کہ آپ کو

غلط فہمی ہوئی ہے

اور یہ کہ میرا اس سے وہ منشا نہ تھا۔ جو آپ نے سمجھا۔ چنانچہ بعد میں ان کی طرف سے ایک تحریر بھی آئی۔ جس میں انہوں نے لکھا۔ کہ میرا وہ منشا نہ تھا۔ جو آپ لوگوں نے سمجھا۔ بلکہ میرا منشا صرف اتنا تھا۔ کہ خطبہ میں کوئی ایسی بات نہ ہو۔ جو موجودہ شورش کو زندہ رکھنے والی ہو۔

پس چونکہ انہوں نے خود اس کی ایک ایسی تشریح کی ہے۔ جو ان معنوں کو بالکل بدل دیتی ہے۔ جن پر مجھے اعتراض تھا۔ اس لئے میں نے اس وجہ کو تسلیم کرتے ہوئے آج ارادہ کیا ہے کہ میں اپنا خطبہ حسب سابق بیان کروں۔

خطبات کے متعلق ہماری جماعت کی پالیسی

ہمیشہ غیر مبہم رہی ہے۔ جب کانگرس کا شور تھا۔ یا ہجرت کا شور تھا۔ یا بعض اور شور گورنمنٹ کے خلاف بپا تھے اس وقت بعض لوگ مساجد کو اس رنگ میں استعمال کیا کرتے تھے۔ کہ وہ خطبات میں گورنمنٹ کے خلاف وہ کچھ کہہ جاتے۔ جو دوسرے موقعوں پر کہنے سے ڈرتے تھے۔ اس وقت میری طرف سے بھی۔ اور ہماری جماعت کی طرف سے بھی

گورنمنٹ کی حمایت

کی جاتی اور کہا جاتا تھا۔ کہ خطبات کو پولیٹیکل تقریروں کا ذریعہ بنا لینا درست نہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ مسلم کی زندگی ساری کی ساری مذہبی ہوتی ہے۔ اور اسلام سیاسیات کا بھی جامع ہے اور اقتصادیات کا بھی جامع ہے۔ معاملات کا بھی جامع ہے۔ اور مدنیت کا بھی جامع ہے۔ اخلاقیات کا بھی جامع ہے۔ اور فلسفہ کا بھی جامع ہے۔ عقلیات کا بھی جامع ہے۔ اور مذہب کا بھی جامع ہے۔ غرض ہر چیز اس میں پائی جاتی ہے۔ اور عام حالات میں

خطبات میں سیاسی باتیں

بیان کرنا منع نہیں ہیں۔ لیکن اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ ایک منتظم حکومت کے ماتحت رہتے ہوئے خطبات کو ذریعہ بنا لینا فساد اور جھگڑے کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ بھی درست نہیں یہ وُہ باتیں ہیں جو ہم پہلے کہا کرتے تھے۔ اور یہ وُہ باتیں ہیں جو آج بدل نہیں گئیں۔ پس جن حالات میں ہم لوگوں پر اعتراض کیا کرتے تھے۔ اگر انہی حالات میں ہم بھی وہی حرکت کریں۔ تو یقیناً ہم مجرم قرار پائیں گے۔ پس اگر کسی مصلحت کے ماتحت کسی ایسے مسئلہ میں جو خالص مذہبی نہ ہو حکومت کا کوئی افسر قانون کے ماتحت اور اپنے

جائز اختیارات

کو استعمال کرتے ہوئے خطیب کو یہ ہدایت دے۔ کہ وُہ فلاں مضمون کے متعلق کچھ بیان نہ کرے تو یقیناً ہم اسے حق پر سمجھیں گے۔ لیکن خطبہ کو بحیثیت خطبہ اگر کوئی افسر قانون کے تابع کرنا چاہتا ہے۔ تو ہم اس کی بات ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ کیونکہ یہ مذہبی دست اندازی ہوگی۔ اسی طرح اگر خطبات کو بالکل آزاد کر دیا جائے۔ یا مذہبی عبادت گاہوں میں ہر قسم کی تقریروں کی آزادی دے دی جائے۔ تو یقیناً مذہبی عبادت گاہیں

جھگڑے اور فساد کا مرکز

بن جائیں گی۔ حالانکہ وُہ جھگڑے اور فساد کا نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی یاد کا مرکز ہوتی ہیں۔ یہ وہ اصل ہے جسے ہم ہمیشہ پیش کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی ہم اسے بھولے ہوئے نہیں۔ اور یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ جب دوسروں کا معاملہ ہو تو ہم اس پہ اعتراض کریں۔ لیکن جب اپنا معاملہ آجائے تو قابلِ اعتراض بات کو جائز قرار دے لیں۔ پس اگر حکومت

بعض مصالح کے ماتحت

کسی ایسے مسئلہ کو جو خالص مذہبی نہ ہو۔ کسی وقت خطبات سے الگ کر دے۔ اور ہدائت کر دے کہ خطبہ میں اس کا ذکر نہ آئے۔ تو یہ اس کا ایک جائز حق ہوگا۔ لیکن اگر وُہ یہ کہے کہ خطبہ ہی قانون کی زد میں آتا ہے تو ایسی حکومت نہائت ہی بیوقوف ہوگی۔ جو جرم کو اس کی معین حد تک روکنے کی بجائے مذہب میں دست اندازی شروع کر دے۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔

مجسٹریٹ صاحب علاقہ

نے اپنی بات کی تشریح کی ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ اس سے ان کا مطلب صرف یہ تھا۔ کہ خطبہ میں کوئی ایسی بات نہ ہو۔ جس سے طبائع میں اشتعال پیدا ہو۔ گو ہمارے نقطۂ نگاہ سے ان کی یہ بات بھی غلط ہے۔ کیونکہ ہم خدا تعالےٰ کے فضل سے کبھی اشتعال پیدا نہیں کرتے۔ یہ ہمارے دشمنوں کی پھیلائی ہوئی باتیں ہیں۔ کہ ہم لوگوں کو اشتعال دلاتے ہیں۔ لیکن بہرحال اگر ایک افسر ہمیں ایسی ہدائت دیتا ہے۔ تو ہم اس ہدائت کو اس کے دائرہ اختیار کے اندر سمجھیں گے گو ہم یہ ضرور کہیں گے۔ کہ اسے ہماری طبیعت کا علم نہیں۔ اسے باوجود اس علاقہ میں رہنے کے ہمارے حالات ہمارے اعمال اور ہمارے عقائد سے کوئی واقفیت نہیں۔ اس نے ہمارے متعلق دشمنوں کی بعض باتوں کو سنا اور ان پر یقین کر لیا۔ مگر ہم اس کی ہدائت کو غیر قانونی نہیں کہہ سکتے۔ اور حکومت کا یہ حق ہے کہ اگر کوئی بات فساد اور شر انگیزی کا موجب ہو تو چاہے وہ بات خطبہ میں ہی بیان کی جانے والی ہو۔ اس حصہ کے متعلق حکم دے دے کہ وُہ بات خطبہ میں بیان نہ کی جائے اس کے بعد میں

آج کے خطبہ کا مضمون

لیتا ہوں۔ چار پانچ دن کی بات ہے میں نے لاہور کا ایک اخبار جس کا نام "احسان" ہے پڑھا اور اتفاقی طور پر اس کے ایک نوٹ پر میری نظر جا پڑی۔ یا شائد دفتر نے اس

نوٹ پر نشان لگا کر

میرے پاس بھجوایا تھا اس معاملہ کے متعلق میرا ذہن پورے طور پر صاف نہیں بہرحال "احسان" کا جو نوٹ تھا اس میں یہ لکھا تھا۔ کہ لائل پور کے کسی احمدی نے کہا ہے۔ کہ ہم خدا کے بعد مرزا محمود کو ہی سمجھتے ہیں۔ اس نے یہ فقرہ درج کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ ہم پہلے بھی مرزا محمود احمد کو اس طرف توجہ دلا چکے ہیں۔ (گو میری نظر سے اس کا اس سے پہلے کوئی نوٹ نہیں گزرا) مگر انہوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اور غالباً ساتھ ہی اس نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ وہ اس بات کا کوئی جواب نہیں دیں گے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ یہی ہے۔ اور باوجود اس عقیدہ کے یہ لوگ جھوٹے طور پر

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ

کرتے ہیں۔ میں جیسا کہ بیان کر چکا ہوں "احسان" کا پہلا نوٹ میری نظر سے نہیں گزرا۔ اور کسی اخبار کا خواہ وُہ کتنی ہی وسیع اشاعت رکھتا ہو۔ یہ سمجھ لینا کہ جس کے متعلق اس میں کوئی نوٹ لکھا گیا ہے۔ اس نے اس نوٹ کو ضرور پڑھ لیا ہوگا سخت غلطی ہے۔ ہمارے ہندوستانی اخبارات کی تو وسیع اشاعت ہوا ہی نہیں کرتی مستقل خریدار سات آٹھ سو یا ہزار ہوتے ہیں۔ اور ہنگامی طور پر بعض دفعہ دو اڑھائی ہزار تک ان کی اشاعت ہو جاتی ہے۔ شاذ و نادر کے طور پر بعض ہندوستانی اخبارات ایسے ہوئے ہیں۔ جن کی خریداری پانچ سات ہزار تک پہونچی ہے۔ مگر یہ خریداری بھی عارضی ثابت ہوئی ہے۔ اور پھر خریداری گھٹ کر ہزار دو ہزار تک پہونچ گئی ہے لیکن اگر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ ایک اخبار کی اشاعت ہزار دو ہزار نہیں۔ پانچ ہزار ہے یا دس ہزار ہے۔ یا بیس ہزار ہے یا پچاس ہزار بلکہ لاکھ دو لاکھ حتےٰ کہ دس لاکھ بھی ہے۔ پھر بھی اس اخبار کا یہ فرض کر لینا کہ جس کے متعلق کوئی نوٹ لکھا گیا ہے وُہ ضرور اس تک پہونچ گیا ہوگا۔ اور اس نے پڑھ لیا ہوگا۔

عقل سے بعید بات

ہے۔ اور دیانتداری کا تقاضا یہ ہوتا ہے۔ کہ ایسے موقعہ پر متعلقہ شذرہ پر نشان لگا کر اس شخص کو بھجوا دیا جائے جس سے اس کے جواب کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ پس جب کوئی شخص کسی سے جواب کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وُہ اس

مضمون یا نوٹ پر نشان لگا کر بھیجدے

اس کے بغیر یہ امید کر لینی کہ میرا پرچہ پہونچ گیا ہوگا۔ اور پھر نوٹ بھی پڑھ لیا گیا ہوگا۔ بالکل خلافِ عقل بات ہے۔ میں اپنے اخبارات کو بھی اس موقعہ پر یہ ہدائت دیتا ہوں۔ کہ جب وُہ اپنے مضمون میں کسی سے جواب کا مطالبہ کریں۔ تو وُہ اس اخبار پر نشان لگا کر اس شخص کو بھجوا دیا کریں۔ جس سے

جواب کا مطالبہ

کیا گیا ہو بلکہ زیادہ بہتر یہ ہے۔ کہ وہ اخبار رجسٹری کر کے بھجوایا کریں۔ تا کلی طور پر یہ اطمینان ہو جائے کہ پرچہ اسے پہونچ گیا ہوگا۔ اور اگر ہمارے اخبار بھی کسی کے متعلق نوٹ تو لکھیں۔ لیکن پرچے پر نشان لگا کر اور رجسٹری کرا کر اسے نہ بھیجیں اور پھر کہیں کہ اس نے جواب نہیں دیا تو میں سمجھوں گا۔ کہ وُہ حق پر نہیں۔ کیونکہ یہ امید کرنی کہ ہر مخالف

"الفضل" کا ایک ایک حرف

پڑھتا ہے بالکل خلاف عقل بات ہے۔ اسی طرح میں دوسروں سے بھی کہتا ہوں کہ اگر وہ ہم میں سے کسی کے متعلق کوئی نوٹ لکھیں۔ تو اس اخبار کو رجسٹری کرا کے اس شخص کے پاس بھیجدیا کریں۔ وہ اگر مناسب سمجھیگا۔ تو جواب دے دیگا۔ اور اگر نہیں سمجھے گا تو نہیں دے گا بہرحال وہ یہ کہہ سکیں گے کہ ہم نے اپنا مضمون پہونچا دیا تھا۔ گو جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ جواب دینے والا اس بات پر مجبور نہیں ہوتا۔

کہ ہر بات کا جواب دے۔ کیونکہ بعض باتوں کا جواب خاموشی ہی ہوتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں ع

جواب جاہلاں باشد خموشی

لیکن کم سے کم جب صحیح طریق پر سوال پہونچا دیا جائے۔ تو انسان اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتا ہے:
"احسان" کے اس نوٹ کا مطلب یہ ہے۔ کہ اول تو اس لائلپوری دوست کے نزدیک۔ اور پھر تمام احمدیوں کے نزدیک میری حیثیت (نعوذ باللہ) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء سے زیادہ ہے۔ اگر تو یہ نوٹ "احسان" نے ناواقفیت کی وجہ سے لکھا ہے تو

میرا جواب

یہ ہے۔ کہ کسی ایک فقرہ کو سنکر بغیر اس کے کہ اس کے ماسبق اور مابعد کو دیکھا جائے۔ یا اس ماحول کو دیکھا جائے۔ جس میں وہ فقرہ کہا گیا ہے کوئی معنے کر لینا عقل کے بالکل خلاف ہوتا ہے۔ "احسان" کے نوٹ لکھنے والے کو چاہیئے تھا۔ کہ وہ یہ نوٹ لکھنے سے قبل ہماری تحریرات کو دیکھتا۔ اور یہ معلوم کرتا کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا درجہ دیتے ہیں۔ اور اگر اس نے جانتے اور بوجھتے ہوئے یہ نوٹ لکھا ہے تو میرا جواب سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

مذہبی امور میں اور خصوصاً ایک ایسے معاملہ میں جو تمام لوگوں کی جانوں اور ان کی زندگیوں سے قیمتی اور بہت زیادہ قیمتی ہے۔ ایسے

بے تحقیق اور غیر ذمہ وارانہ نوٹ

لکھنے کسی شریف اخبار کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ میں نہیں جانتا کہ اس لائلپوری احمدی نے کیا کہا۔ اور کیا نہیں کہا۔ کیونکہ ہمارے سامنے ان کا نام پیش نہیں کیا گیا۔ یا کم از کم اس شذرہ میں نہیں تھا جو میں نے پڑھا۔ اگر پہلے کے کسی نوٹ میں ان کا نام آیا ہو

تو مجھے علم نہیں۔ پھر ساری

تفصیلی گفتگو

وہاں نہیں تھی۔ جس سے ہم کوئی صحیح نتیجہ نکال سکیں۔ مگر جس قدر باتوں کا وہاں ذکر تھا۔ اس سے ایک نتیجہ ہم ضرور نکال سکتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں آگے چل کر بتاؤں گا۔ اس پر بھی وہ اعتراض عائد نہیں ہو سکتا جو "احسان" نے کیا ہے۔

یہ بالکل صاف بات ہے کہ خلیفہ نائب اور ماتحت ہوتا ہے اپنے متبوع کا۔ اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلفاء براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام روحانی خلیفہ ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ اس لئے وہ بالواسطہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی خلفاء ہیں۔ تو جبکہ میرا دعوےٰ یہ ہے۔ کہ

میں خلیفۃ المسیح ہوں

اور جس کا میں خلیفہ ہوں اس کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ

میں غلام محمدؐ ہوں

تو ان دو دعووں کے بعد کوئی احمدی یہ کس طرح خیال کر سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کا کوئی خلیفہ چاہے میں ہوں یا کوئی اور اتنا بلند درجہ رکھتا ہے کہ (نعوذ باللہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی وہ بڑا ہے۔ اور خدا کے بعد اگر کسی کا درجہ ہے تو اسی کا۔ اور کیا ان دو دعووں کی موجودگی میں کوئی بھی عقلمند اس خیال کو صحیح تسلیم کر سکتا ہے؟ کیا ایک ہی مونہہ سے کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ میں فلاں کا نوکر ہوں۔ اور یہ کہ میں اپنے آقا سے بڑا ہوں۔ جب ایک شخص یہ کہتا ہو کہ میں فلاں کا نوکر ہوں۔ تو اس پر اگر کوئی دوسرا یہ الزام لگائے۔ کہ یہ اپنے آقا سے بڑے ہونے کا دعوےٰ کرتا

ہے۔ تو اس الزام کو کون عقلمند تسلیم کر سکتا ہے۔ اور یہ ہو کس طرح سکتا ہے۔ کہ ایک طرف وہ کہے۔ میں فلاں کا نوکر ہوں۔ اور دوسری طرف کہے۔ میں اس سے بڑا ہوں۔ جب وہ نوکر ہے۔ اور اس کا اقرار ہے۔ کہ میں نوکر ہوں۔ تو پھر چونکہ نوکر آقا سے بڑا نہیں ہو سکتا۔ اس کا دعوےٰ یہی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ وہ اپنے آپ کو آقا سے ادنےٰ سمجھتا ہے۔ اسی طرح خلفاء کا کام یہ ہے۔ کہ وہ اپنے آقا کا نام دنیا میں روشن کریں۔ پس

ان کا رتبہ ظلی رتبہ اور انکی بڑائی ظلی بڑائی ہوتی ہے

غرض ہماری تمام عزت۔ یعنی خلفاء کی۔ اور ہماری ہر ایک بڑائی اور ہماری ہر ایک خوبی اسی میں ہے۔ کہ ہم اپنے آقا اور مطاع کا نام دنیا میں روشن کریں۔ اور جتنی زیادہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کریں جتنا زیادہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام دنیا میں روشن کریں اور جتنا زیادہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ دنیا میں بلند کریں۔ اسی قدر زیادہ ہماری ذمہ واری پوری ہوتی ہے۔ اور اسی میں ہماری عزت ہے۔ پس جبکہ

ہمارے رتبہ کی بلندی کے معنے

یہ ہوتے ہیں۔ کہ ہم زیادہ سے زیادہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہیں۔ تو پھر اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ہمیں (نعوذ باللہ) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی بلند درجہ رکھنے کا دعوےٰ ہے۔ اس سے زیادہ غیر معقول بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ ہاں ایک صورت ہے۔ اور اگر کسی احمدی نے کوئی بات کہی ہوگی۔ تو یقیناً انہی معنوں میں کہی ہوگی۔ یعنی اس نے یہ کہا ہوگا۔ کہ خدا تعالےٰ کے بعد اس زمانہ کے لوگوں میں سے خلیفۃ المسیح ہمارے نزدیک سب سے بڑے ہیں۔ اور اگر کسی احمدی نے ان معنوں میں یہ فقرہ کہا ہے۔ تو اس میں کیا

شک ہے۔ کہ اس نے بالکل درست کہا ہے۔ کیونکہ

اپنے زمانہ میں جماعت کا امام

یقیناً تمام دنیا سے بزرگ ہوتا ہے اس صورت میں الفاظ کو ان معانی کا رنگ دے دینا جو کہنے والے کے منشاء کے خلاف ہوں۔ سخت ظالمانہ بات اور تقوےٰ کے بالکل خلاف فعل ہے یہ الگ بات ہے۔ کہ ہمارا اور غیر احمدیوں کا کئی مسائل میں اختلاف ہے۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ ہمارا اور عیسائیوں کا کئی مسائل میں اختلاف ہے۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ ہمارا اور یہودیوں کا کئی مسائل میں اختلاف ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمارا اور ہندوؤں کا کئی مسائل میں اختلاف ہے۔ مگر باوجود ان تمام اختلافات کے ایک چیز ہے جس کی سب سے امید کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم انصاف سے کام لیں۔ سچ بولیں۔ اور شریفانہ طور پر کلام کریں۔ انصاف۔ سچائی اور شرافت یہ ورثہ مسلمان کا نہیں۔ یہ ورثہ ایک عیسائی کا نہیں۔ یہ ورثہ ایک یہودی اور ایک ہندو کا بھی نہیں۔ بلکہ

انصاف۔ صداقت اور شرافت

کی امید ایک مسلمان سے بھی اسی طرح کی جاتی ہے۔ جس طرح ایک ہندو سے اور انصاف۔ صداقت اور شرافت کی امید ایک عیسائی سے بھی اسی طرح کی جاتی ہے۔ جس طرح ایک یہودی سے۔ خدا کے متعلق ان میں اختلاف ہو۔ تو بے شک ہو۔ عبادت کے متعلق ان میں اختلاف ہو۔ تو بے شک ہو۔ بعث بعد الموت کے متعلق ان میں اختلاف ہو۔ تو بے شک ہو۔ فرشتوں کے متعلق ان میں اختلاف ہو۔ تو بے شک ہو۔ غرض

مذہب کی تمام جزئیات

میں اگر اختلاف ہو۔ تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مذہب کے اختلاف کے معنے یہی ہیں۔ کہ عقائد میں بھی اختلاف ہے۔ لیکن انصاف۔ شرافت۔ اور سچائی کے متعلق ساری دنیا متحد الخیال ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک ہندو کے نزدیک بھی انصاف شرافت اور سچائی اتنی ہی قیمتی ہونی چاہییں جتنی ایک مسلمان کے نزدیک اور ایک عیسائی کے نزدیک بھی انصاف شرافت اور سچائی اتنی ہی قیمتی ہونی چاہییں۔ جتنی ایک یہودی کے نزدیک اسی طرح ایک سکھ کے نزدیک بھی انصاف شرافت اور سچائی اتنی ہی قیمتی ہونی چاہییں۔ جتنی ایک جینی کے نزدیک اور ایک جینی کے نزدیک بھی انصاف شرافت اور سچائی اتنی ہی قیمتی ہونی چاہییں۔ جتنی ایک پارسی کے نزدیک کیونکہ مذہبی اختلاف سے مذہب تو بدل جاتا ہے۔ لیکن انسانیت نہیں بدلتی۔ پس

یہ ایک ایسا خزانہ ہے جو مشترک ہے

اور ہم میں سے ہر شخص کو یہ پابندی کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اس میں سے اپنا اپنا حصہ لے۔ ایک بت پرست کہہ سکتا ہے۔ کہ میں توحید کا قائل نہیں۔ توحید اگر خزانہ ہے۔ تو مسلمانوں کا میرا نہیں۔ ایک قیامت کا منکر کہہ سکتا ہے۔ کہ قیامت اگر خزانہ ہوگا تو ان کا جنہیں قیامت پر یقین ہے۔ میرا اس میں حصہ نہیں۔ کیونکہ میرے باپ دادا سے مجھے یہ خزانہ ورثہ میں نہیں ملا۔ ایک فرشتوں کا منکر کہہ سکتا ہے۔ کہ تمہیں فرشتوں کا وجود مبارک ہو۔ میرے باپ دادا نے فرشتوں کا وجود کبھی تسلیم نہیں کیا۔ پس یہ اگر خزانہ ہے۔ تو تمہارا ہے۔ میرا نہیں۔ مگر کیا کوئی ہندو کہہ سکتا ہے کہ شرافت اور انصاف اور صداقت میں میرا کوئی حصہ نہیں۔ کیونکہ یہ چیزیں مجھے اپنے باپ دادا سے نہیں ملیں یا کیا ایک یہودی کہہ سکتا ہے۔ کہ شرافت اور انصاف اور صداقت میں میرا کوئی حصہ نہیں۔ کیونکہ یہ چیزیں مجھے اپنے باپ دادا سے نہیں ملیں۔ یا کیا کوئی عیسائی کہہ سکتا ہے۔ کہ شرافت اور انصاف اور صداقت میں میرا کوئی حصہ نہیں کیونکہ یہ چیزیں مجھے اپنے باپ دادا سے نہیں ملیں۔ یا کیا ایک مسلمان کہہ سکتا ہے۔ کہ شرافت اور انصاف اور صداقت میں میرا کوئی حصہ نہیں۔ کیونکہ یہ چیزیں مجھے اپنے باپ دادا سے بطور ورثہ نہیں ملیں۔ اگر ان میں سے کوئی شخص یہ بات نہیں کہہ سکتا تو انسان خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہو۔ اس کا

اوّلین فرض

یہ ہونا چاہیئے کہ وہ صداقت شرافت اور انصاف کو نہ چھوڑے وہ دشمنی کرے۔ اور جتنی چاہے۔ کرے مگر شرافت کے پہلو کو ترک نہ کرے لڑائی کرے اور جتنی چاہے کرے مگر عداوت میں انصاف کے پہلو کو نہ بھولے وہ کچھ بھی بن جائے وہ انسان کا بچہ ہے۔ وہ کچھ بھی بن جائے، وہ صادقوں کی اولاد میں سے ہے۔ پھر یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔ کہ

ایک اخبار کا ایڈیٹر

جس کی ذمہ داری یہ سمجھی جاتی ہے۔ کہ وہ دنیا میں اچھے اخلاق قائم کرے وہ شرافت انصاف اور صداقت کو ترک کر کے ایک ایسا حملہ کرے جس میں ایک ذرہ بھی سچائی نہ پائی جاتی ہو۔ اور ہمارا تو یہ دعویٰ ہو۔ کہ

ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے بھی غلام ہیں

اور وہ یہ کہیں کہ ہم اپنے آپ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھتے ہیں۔ اس سے زیادہ جھوٹ اور اس سے زیادہ غلط بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ ہاں یہ ایک سچائی ہے اور اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ہماری جماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جماعت کا جو خلیفہ ہو۔ وہ اپنے زمانہ میں جماعت کے تمام لوگوں سے افضل ہوتا ہے۔ اور چونکہ ہماری جماعت ہمارے عقیدہ کے رو سے باقی تمام جماعتوں سے افضل ہے اس لئے ساری دنیا میں سے افضل جماعت میں سے ایک شخص جب سب سے افضل ہوگا۔ تو موجودہ لوگوں کے لحاظ سے یقیناً اُسے

بعد از خدا بزرگ توئی

کہہ سکتے ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں ہونگے۔ کہ وہ نعوذ باللہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑا ہے۔ یا نعوذ باللہ درجہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے کیونکہ ہماری تمام عزت ہماری تمام بڑائی ہماری تمام ترقی اور

ہمارا تمام اعزاز

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم\
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یعنی اے مسلمانو!

میری زندگی کا ماحصل

کیا ہے۔ یہی کہ میں خدا تعالےٰ کے بعد رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہوں۔ مگر تم باوجود ان باتوں کو دیکھنے کے مجھے کافر کہتے ہو۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہیں میرے اندر کفر کی وجہ یہی نظر آتی ہے۔ کہ میں خدا تعالےٰ کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا درجہ لوگوں میں قائم کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اگر میرا یہ فعل جرم ہے۔ تو پھر میں یقیناً مجرم ہوں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر مجرم ہوں۔ جتنا تم مجھے سمجھتے ہو۔ اور اگر کفر اسی کا نام ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں پائی جاتی ہو۔ اور آپ کا عشق رگ وریشہ میں سرایت کر چکا ہو۔ تو پھر خدا کی قسم میں اس سے بہت زیادہ کافر ہوں۔ جتنا تم مجھے سمجھتے ہو۔ یہی عقیدہ ہمارا ہے۔ بلکہ ہم میں سے ہر احمدی کا یہی عقیدہ ہے۔ اور جو شخص اس عقیدہ سے ذرہ بھر بھی ادھر ادھر ہو جائے وہ احمدی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ہم یہ جانتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کا قرب اور اس کا وصال

محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اطاعت

میں ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ پر ہمارا کامل یقین وایمان ہے۔ یہ قرآن کی آیت ہے۔ اور جو شخص قرآن کو مانتا ہو۔ وہ اس آیت کے ماتحت لازمی طور پر یہ عقیدہ رکھے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا اب ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ انسان رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت میں فنا ہو جائے لطیفہ یہ ہے۔ کہ یہ لوگ خود

رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عملاً ہتک

کرتے ہیں۔ مگر الزام ہم پر لگاتے ہیں کہ گویا ہم (نعوذ باللہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ گو عقیدۃً ہم ان کے متعلق بھی یہ نہیں سمجھتے۔ کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ کیونکہ کوئی شخص مسلمان کہلاتے ہوئے۔ دانستہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں کر سکتا۔ مگر بعض دفعہ انسان غلطی سے نادانستہ طور پر ہتک کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ یہی حال ان کا ہے۔ وہ بھی گو عقیدۃً رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک نہیں کرتے۔ مگر عملاً آپ کی ہتک کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام

اب تک آسمان پر زندہ موجود

ہیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو کر زمین میں دفن ہو چکے ہیں۔ اب یہ صاف بات ہے۔ کہ

جو نبی\
آسمان پر اپنے جسد عنصری کیسا تھ زندہ موجود ہو

313
Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور دُنیا کے فسادات کو مٹانے اور دین کی کمزوری کو دُور کرنے کے لئے اسی نے آخری زمانہ میں اُترنا ہو۔ اور پھر نبی بھی وُہ مستقل ہو۔ یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور پیروی سے اُس نے مقامِ نبوت حاصل نہ کیا ہو۔ اور نہ اُس کا کام رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منسوب ہو سکتا ہو وُہ بہر حال اُس نبی سے بڑا ہوگا۔ جو زمین میں دفن ہے۔ تو یہ لوگ عملاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے۔ اور

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو آپ سے افضل قرار دیتے ہیں

مگر ہم لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت یہ یقین اور ایمان رکھتے ہیں۔ کہ وُہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ اور آپ نے جو درجہ بھی حاصل کیا۔ وُہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت اور غلامی سے حاصل کیا۔ پس آپ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شاگرد ہیں۔ اور یہ بات ہر شخص جانتا ہے۔ کہ شاگرد جو بھی کام کرتا ہے۔ وُہ اس کے اُستاد اور آقا کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام کو جو فتوحات حاصل ہوئیں۔ اُس سے بہت زیادہ وُہ فتوحات تھیں۔ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسلام کو حاصل ہوئیں۔ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسلام کو جو فتوحات حاصل ہوئیں۔ وُہ اس سے بہت زیادہ تھیں۔ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسلام کو حاصل ہوئیں۔ مگر باوجود

ملک کے دائرہ کی وسعت

کے۔ اور باوجود اُن افراد کی کثرت کے جن پر حضرت ابوبکر رضہ اور حضرت عمر رضہ نے حکومت کی۔ کیا کوئی احمق کہہ سکتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضہ۔ اور حضرت عمر رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑے تھے۔ پس باوجود اس کے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکومت اُس سے بہت زیادہ علاقہ پر تھی۔ جتنے علاقہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکومت تھی۔ اور باوجود اس کے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اُن سے بہت زیادہ افراد پر حکومت حاصل تھی۔ جتنے افراد پر رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حکومت حاصل تھی۔ اسی طرح باوجود اس کے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اُس سے

بہت زیادہ علاقہ اور بہت زیادہ افراد

پر حکومت حاصل تھی۔ جتنے علاقہ یا جس قدر افراد پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکومت کی۔ پھر بھی کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ حضرت ابوبکر رضہ اور حضرت عمر رضہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑے تھے۔ اسی لئے کہ ابوبکر رضہ ابوبکر رضہ کہاں سے بنتا۔ اگر وُہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا غلام نہ ہوتا۔ اور عمر رضہ عمر رضہ کہاں سے بن سکتا۔ اگر وُہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا غلام نہ ہوتا بے شک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اسلام کے لئے ایک وسیع علاقہ فتح کیا۔ اور پہلے سے زیادہ تعداد میں لوگوں پر حکومت کی۔ مگر جو لوگ آپ کے تابع ہُوئے۔ وُہ کن فوجوں سے فتح ہُوئے تھے۔ انہی فوجوں سے جو رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھیں۔ اور بے شک حضرت عمر رضہ نے اس سے بھی زیادہ علاقہ پر حکومت کی۔ اور اس سے بھی زیادہ افراد

حلقہ بگوشِ اسلام

بنائے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا عمر رضہ نے کوئی اپنی فوجیں تیار کی تھیں حضرت عمر رضہ نے وُہی فوجیں لیں۔ جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تیار کی تھیں۔ اور اُسی سامان اور اسی ایمان سے کام لیا۔ جو سامان اور ایمان رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تیار کیا تھا۔ وُہی قربانی۔ وُہی ایثار۔ وُہی اخلاص۔ اور وُہی

محبت کا جذبہ

جو رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں کے قلوب میں پیدا کیا تھا۔ اسی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لیا۔ اور ان چیزوں کو اکٹھا کر کے اُن سے ایک عمارت تیار کی۔ پس وُہ عمر رضہ کی عمارت نہیں تھی۔ وُہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عمارت

تھی۔ اور جبکہ وُہ سامان جن سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بڑائی حاصل کی۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیدا کئے ہُوئے تھے۔ اور جبکہ وُہ سامان جن سے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بڑائی حاصل کی۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیدا کئے ہُوئے تھے۔ تو گو ظاہری طور پر حضرت ابوبکر رضہ اور حضرت عمر رضہ نے زیادہ علاقہ پر حکومت کی۔ مگر وُہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑے نہیں تھے۔ اور گو ظاہری طور پر ان کی رعایا کی تعداد بھی زیادہ تھی۔ مگر پھر بھی وُہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکومت سے باہر نہیں جا سکتے تھے اور نہ آپؐ کی غلامی سے وُہ ایک لمحہ کے لئے بھی الگ ہو سکتے تھے۔ کیونکہ یہ کام ان کا نہیں۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کام

تھا۔ آج لڑائیوں میں لوگ کثرت سے توپیں چلاتے ہیں۔ مگر کیا تم اُس انجنیر کو زیادہ قابلِ اعزاز سمجھتے ہو۔ جس نے آج سے سو سال پہلے توپ ایجاد کی یا آج کل کے توپیں بنانے والوں کو زیادہ معزز سمجھتے ہو۔ اُس زمانہ میں بڑے سے بڑے گولے چھ پونڈ یا دس پونڈ کے ہُوا کرتے تھے۔ مگر آج کل کے کارخانے اُن سے بہت بڑی بڑی توپیں۔ اور بڑے بڑے گولے بناتے ہیں۔ مگر باوجود اس تمام ترقی کے یہ کارخانے چلانے والے اُس انجنیر سے زیادہ معزز نہیں سمجھے جا سکتے۔ جس نے توپ ایجاد کی۔ کیونکہ اُس نے ایک نیا خیال پیدا کیا۔ اور

ایک نئی ایجاد

کے راستہ پر لوگوں کو ڈال دیا۔ جس پر دُنیا آخر ترقی کرتی چلی گئی۔ اسی طرح ابتدائے اسلام میں وُہ سپاہی جنہوں نے دُنیا فتح کی۔ وُہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیدا کئے تھے۔ وُہ حضرت ابوبکر رضہ اور حضرت عمر رضہ نے پیدا نہیں کئے تھے۔ ہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ کے زمانہ میں چونکہ زیادہ علاقے فتح ہو چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے پہلے سپاہیوں کے رنگ میں اور سپاہی بھی تیار کر لئے۔ اور ان کی مدد سے کئی علاقے فتح کر لئے۔ مگر بہر حال یہ

تمام فتوحات عمر رضہ کی نہیں بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تھیں

پس شاگرد دُنیا میں جو کام بھی کرتے ہیں۔ وُہ اُن کے آقا کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور وُہ سخت احمق شاگرد ہوگا۔ جو یہ کہے۔ کہ اس کا کام اُس کے آقا سے بڑا ہے۔ یا اس کی بڑائی کے دعوےٰ سے یہ مُراد ہے۔ کہ وُہ اپنے آقا سے بھی درجہ میں بڑھ گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے زمانہ میں بیرون ہند میں سوائے افغانستان کے اور کہیں تبلیغ احمدیت نہیں تھی۔

عرب اور ایران میں اکّے دکّے احمدی

تھے۔ مگر میرے زمانہ میں قریباً ساری دُنیا۔ اور سارے براعظموں میں احمدیت کی تبلیغ ہُوئی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یورپ کے مختلف علاقوں میں تبلیغ ہوئی ہے۔ افریقہ کے مختلف علاقوں میں تبلیغ ہوئی ہے۔ اسی طرح چین سماٹرا جاوا اور امریکہ میں نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ اور پھر پہلے سے بہت زیادہ مصر فلسطین اور شام کے حصوں میں احمدیت پھیل چکی ہے مگر کیا اس کے یہ معنے لئے جائیں گے کہ (نعوذ باللہ) میرا درجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑا ہے۔ آخر وہ کیا چیز تھی جس سے میں نے یورپ کے لوگوں کو مسلمان بنایا۔ اور کیا وہ میری چیز تھی۔ پھر وہ کیا چیز تھی۔ جس سے میں نے امریکہ کے لوگوں کو مسلمان کیا۔ اور کیا وہ چیز میری ایجاد کردہ تھی۔ پھر وہ کیا چیز تھی۔ جس سے میں نے سماٹرا اور جاوا کے لوگوں کو مسلمان کیا۔ اور انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں حقیقی معنوں میں داخل کیا۔ اور کیا وہ چیز میری تھی۔ وہ

صداقت کی تلوار

جس سے میں نے ان علاقوں کو فتح کیا۔ وہ میری نہیں تھی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی پس یہ میرا کام نہیں بلکہ انہی کا کام ہے۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تلوار چلائی۔ وہ بھی آپ کی نہیں تھی۔ بلکہ قرآن اور حدیث اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جو کچھ کیا وہ ان کا نہیں بلکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کام تھا۔ ہمارا کام تو صرف یہ ہے۔ کہ ہم آپ کا پیغام دُنیا کے کونوں تک پہنچائیں ورنہ اگر ہم دنیا کے ایک ایک آدمی کو مسلمان بنالیں۔ اور دنیا کے ایک ایک آدمی کے گند کو نکال کر اسے

تقوےٰ اور طہارت سے لبریز

کردیں۔ اور دنیا کی تمام حکومتوں کا نقشہ بدل کر اسلامی حکومتیں قائم کردیں۔ اور انصاف اور عدل قائم کرکے تمدنی معاملات میں اس قدر تغیر پیدا کردیں۔ کہ تمام دنیا کے لوگ ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھنے لگیں۔ اسی طرح ہم تجارت زراعت اور صنعت وحرفت میں ایسی اصلاح کردیں۔ کہ تمام انسانوں میں مساوات قائم ہو جائے۔ اور سب

ایک دوسرے کے حقوق کا خیال

رکھنے لگیں:۔

غرض ہم سب کچھ کردیں۔ اور ہمارے علاقوں کی وسعت ہزاروں گنے زیادہ ہو جائے۔ اور ہمارے ماتحت افراد کی تعداد لاکھوں گنے بڑھ جائے پھر بھی ہمارا کام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کام کے ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ پس ہمارا جس قدر کام ہے یہ ہمارا نہیں بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ اور ہماری تمام کوششیں اپنا نام پھیلانے کے لئے نہیں بلکہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام پھیلانے

اور آپ کی عزت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے ہیں۔ آخر جب ہم امریکہ کے لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ تو ہم ان سے کیا کہلواتے ہیں۔ وہی کلمہ شہادت یعنے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اسی طرح افریقہ کے لوگوں کو جب ہم مسلمان بناتے ہیں۔ جب ہم سماٹرا۔ جاوا۔ چین اور جاپان میں اسلام کی اشاعت کرتے ہیں۔ تو ان لوگوں سے کیا کہلواتے ہیں۔ یہی کہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پھر کیا یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت قائم ہو رہی ہے۔ یا ہماری عزت قائم ہو رہی ہے۔ ہماری اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مثال تو ایسی ہی ہے۔ جیسے ہمالیہ پہاڑ اور سائبان۔ سائبان ایک لگتا ہے اور کچھ مدت کے بعد اٹھ جاتا ہے۔ ایک پھٹتا ہے۔ تو اس کی جگہ دوسرا آجاتا ہے۔ لیکن ہمالیہ پہاڑ برابر اپنی جگہ پر کھڑا ہے۔ اور اسے کوئی شخص ہلا نہیں سکتا۔ اسی طرح خلفاء آتے اور چلے جاتے ہیں۔ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا خلیفہ دنیا میں آتا اور اپنا اپنا فرض سرانجام دے کر چلا جاتا ہے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمالیہ کی طرح

اپنے مقام پر کھڑے ہیں۔ اور ایک لمحہ بھی آپ پر ایسا نہیں آتا۔ جب آپ دنیا کو اپنے فیوض نہ پہونچا رہے ہوں۔

پس جس احمدی نے بھی یہ بات کہی ہے۔ انہی معنوں میں کہی ہوگی۔ کہ اس زمانہ میں جو لوگ ہیں ان کے لحاظ سے ہم اپنے خلیفہ کو بعد از خدا سمجھتے ہیں۔ اور میں نے جیسا کہ بتایا ہے۔ اگر اس نے ان معنوں میں ان الفاظ کو استعمال کیا ہے۔ تو یقیناً اس نے سچ کہا ہے۔ اس میں کیا شبہ ہے۔ اور جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں۔ میں نے بھی بارہا بتایا ہے کہ

جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت

دنیا کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ ہے۔ وہ دنیا میں خدا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمائندہ ہے۔ اور چونکہ دین دنیا پر مقدم ہے۔ اس لئے گو ہم دنیوی معاملات میں

حکام کی اطاعت

کریں گے۔ لیکن اگر دین کا معاملہ آئیگا تو پھر ان بادشاہوں کو ہماری اطاعت اور فرمانبرداری کرنی پڑے گی۔ آج اگر دنیا کا ایک بڑے سے بڑا بادشاہ بھی مذہب کی تحقیق کرتا ہے۔ اور تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ اسلام ہی

تمام مذاہب پر فضیلت

رکھتا ہے۔ تو جب وہ اس نکتہ پر پہونچے گا۔ اس کے لئے سوا اس کے اور کیا چارہ ہوگا۔ کہ وہ اسلام کے خلیفہ کے پاس آئے۔ اور اس کی بیعت کرے۔ اور جب وہ خلیفۂ وقت کی بیعت کرے گا۔ تو لازماً وہ خلیفہ کے ماتحت ہوگا۔ اس سے بڑا نہیں ہوگا۔ پس دنیا کے بادشاہوں کو جو بڑائی حاصل ہے۔ وہ اسی وقت تک ہے جب تک

احمدیت اور اسلام کی صداقت

ان پر روشن نہیں ہوتی۔ جس دن ان پر اسلام اور احمدیت کی صداقت روشن ہوگئی۔ اس دن وہی نفقرے جو آج غیر بار کے مونہہ سے سنکر وہ ہنستے ہیں۔ وہ خود کہنے لگ جائیں گے۔ اور کہیں گے کہ آپ ہی ہمارے حاکم اور آپ ہی ہمارے سرتاج ہیں کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک بادشاہ احمدی ہو اور وہ

میرے ہاتھ پر بیعت

کرے۔ اور پھر وہ یہ کہے کہ میں تمہارا حاکم اور میں تمہارا بادشاہ ہوں۔ لازماً وہ یہی کہے گا۔ کہ دینی میدان میں میں ہی غلام ہوں۔ میں ہی شاگرد اور میں ہی ماتحت ہوں۔ عیسائیوں میں اس کی مثال موجود ہے۔ چاہے وہ کیسی ہی غلط مثال اور کتنے ہی غلط طریق پر ہو۔ اور وہ یہ کہ جو بادشاہ پوپ کو مانتے ہیں۔ وہ پوپ کو اپنا سردار اور حاکم سمجھتے ہیں۔ اور ان کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ ہماری بادشاہتیں ہمیں پوپ سے ملی ہیں۔ زمانۂ وسطیٰ میں تو یہ قاعدہ تھا۔ کہ جب بادشاہ تخت پر بیٹھتا۔ تو وہ پوپ کے پاس اپنی

بادشاہت کی منظوری کے لئے چٹھی بھیجتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جب وہ اسے بادشاہ تسلیم کرتا تب وہ اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتا۔ عیسائی اپنا مذہبی پیشوا پوپ کو سمجھتے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ کے نزدیک خلیفۂ وقت اس کا مذہبی پیشوا ہے۔ پس جو بادشاہ بھی احمدی ہوگا۔ وہ اپنے آپ کو خلیفۂ وقت کا ماتحت اور اس کا نائب سمجھیگا۔ اور گو دنیوی معاملات میں اس کے احکام نافذ ہوں۔ مگر

دینی معاملات میں حکومت احمدی خلیفہ کی ہی ہوگی

اس لحاظ سے اگر اپنے موجودہ زمانہ کے لوگوں سے مقابلہ کرتے ہوئے کوئی شخص خلیفۂ وقت کو "بعد از خدا بزرگ توئی" کہدے تو کہہ سکتا ہے۔ اور اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ایک ایسا عقلی مسئلہ ہے۔ کہ اس کا کوئی شخص انکار ہی نہیں کر سکتا۔

میں پوچھتا ہوں کہ اگر احمدیوں کے سوا کسی دوسرے مسلمان کے منہ سے کسی اپنے بزرگ کے متعلق یہ لفظ نکلیں کہ ہم تو خدا تعالےٰ کے بعد آپ ہی کو سمجھتے ہیں۔ توکیا اس کے یہ معنے لئے جائینگے۔ کہ وہ اس بزرگ کا درجہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی بڑا سمجھتا ہے۔ ہر شخص جو معمولی عقل بھی رکھتا ہو سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس قسم کے فقرہ کے یہ معنی نہیں ہوں گے۔ کہ اس بزرگ کا درجہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی بڑا ہے۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہونگے۔ کہ اپنے زمانہ میں وہ تمام دنیا پر فضیلت رکھتا ہے۔ اور "احسان" بھی کبھی اسپر اعتراض نہ کرے گا۔ یہ اعتراض اس کے صرف جماعت احمدیہ کے لئے وقف ہیں۔ پھر یہ لوگ تعلیم قرآن سے ایسے بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ کہ باوجود اس کے کہ قرآن کریم میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔ اور وہ انہیں پڑھتے ہیں پھر بھی اس

اسلوب بیان

کو نہیں سمجھ سکتے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ حضرت مریمؑ علیہا السلام کے متعلق فرماتا ہے۔ واصطفاکِ علیٰ نساء العالمین (آل عمران ع۵) کہ ساری دنیا کی عورتوں سے حضرت مریم علیہا السلام افضل ہیں مجھے نہیں معلوم کہ "احسان" کے ایڈیٹر کا اس بارہ میں کیا عقیدہ ہے۔ مگر میں تو ایک منٹ کے لئے بھی اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ حضرت مریم ہماری ماں عائشہ صدیقہ رضؓ سے بڑی ہوں۔ یا ہماری ماں خدیجہ رضؓ سے درجہ میں بلند ہوں۔ پھر خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایک حدیث میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ

فاطمة سیدة نساء الجنة

یعنی وہ جنت کی عورتوں کی سردار ہونگی اب بتاؤ اس جنت میں حضرت مریم علیہا السلام ہونگی۔ یا نہیں ہونگی۔ اگر حضرت مریم علیہا السلام نے بھی جنت میں ہی جانا ہے اور وہ جہان کی تمام عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں۔ تو حضرت فاطمہ سیدة نساء الجنة کس طرح ہو سکتی ہیں پس بہرحال اس آیت کے کوئی معنے کرنے پڑینگے۔ اور وہ معنے یہی ہیں۔ کہ حضرت مریم علیہا السلام صرف اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے درجہ میں بلند تھیں۔ پھر اگر وہاں یہ معنے کرنے جائز ہیں۔ تو

شرافت اور انصاف کا تقاضا

یہ ہے کہ اس احمدی کے فقرہ کے بھی یہی معنے کئے جائیں کہ اس زمانہ میں جس قدر لوگ ہیں ان سب سے جماعت احمدیہ کا خلیفہ بڑا ہے۔ اور اگر یہی معنے کئے جائیں۔ تو اس سے ہمیں انکار نہیں بلکہ یقیناً ہم اس کے دعویدار ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ انی فضلتکم علی العالمین (بقرہ ع۶) کہ میں نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت دی ہے۔ اب بتاؤ کیا اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے بھی بڑے ہیں۔ اللہ تعالےٰ تو امت محمدیہ کے متعلق قرآن کریم میں یہ فرماتا ہے کہ کنتم خیر امة اخرجت للناس (آل عمران ع۱۲) کہ تم دنیا کی ساری قوموں میں سے زیادہ بلند درجہ رکھنے والی قوم ہو۔ اور تم خالص دنیا کے فائدہ اور نفع رسانی کے لئے پیدا کی گئی ہو اب ایک طرف اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو یہ فرماتا ہے۔ کہ تم دنیا کی تمام قوموں سے اعلےٰ ہو۔ اور دوسری طرف بنی اسرائیل کے متعلق فرماتا ہے کہ میں نے انہیں تمام جہانوں پر فضیلت دی۔ حالانکہ تمام جہان پر فضیلت ایک کو ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ دونوں کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ پھر ان آیتوں کے تطابق کی کیا صورت ہے۔ اور انی فضلتکم علی العالمین کے کیا معنے ہونگے۔ کیا یہ ہوں گے۔ کہ بنی اسرائیل کو مسلمانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ یا یہ کہ بنی اسرائیل کو اپنے زمانہ کے لوگوں پر فضیلت حاصل تھی۔ مگر

مسلمانوں کو ساری جماعتوں اور سارے زمانوں پر فضیلت حاصل ہے

اس کا مزید ثبوت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنا دعوےٰ ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ انی مفاخرٌ بکم ومکاثرٌ بکم کہ قیامت کے دن میں اپنی امت کو ساتھ لے کر باقی تمام انبیاء کی امتوں پر فخر کروں گا۔ اور اس کی کثرت پر ان کے مقابلہ میں ناز کروں گا۔ اب قیامت کے دن جہاں ساری امتیں اکٹھی ہونگی۔ جس قوم کو فخر حاصل ہوگا۔ یقیناً وہی قوم دنیا کی ساری قوموں سے بڑی ہوگی۔ تو

خیر امة کی تشریح

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کر دی۔ اور اللہ تعالےٰ نے بھی ایک دوسرے مقام پر اس کی تشریح کر دی۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ وکذالک جعلناکم امةً وسطاً لتکونوا شهداء علی الناس (بقرہ ع۱۷) اور اسی طرح میں نے تم کو سب قوموں سے اعلےٰ بنایا ہے۔ تاکہ تم باقی سب لوگوں پر شہید کے طور پر ہو۔ اور شہید کے معنے داروغہ کے ہوتے ہیں اب خود ہی سوچ لو کہ کیا داروغہ بڑا ہوتا ہے۔ یا مزدور بڑا ہوتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ مزدور نہیں بلکہ داروغہ بڑا ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ

دنیا کی ساری قوموں کے مقابلہ میں تم داروغہ کے طور پر ہو

اور وہ تمہارے مقابلہ میں ایسی ہی ہیں جیسے مزدور ہوتا ہے۔ جب مسلمانوں کو باقی اقوام پر یہ فضیلت حاصل ہے اور جبکہ قیامت کے دن جہاں اگلی پچھلی تمام قومیں اکٹھی ہوں گی۔ مسلمان شہید کے طور پر ہوں گے۔ اور باقی قومیں مزدوروں کی طرح۔ تو پہلی قوموں کی بڑائی کا جن آیات میں ذکر آتا ہے ان کے معنے یہی ہونگے۔ کہ ان قوموں کو صرف اپنے زمانہ میں تمام دنیا پر فضیلت حاصل تھی۔

پھر ایک مقام پر اللہ تعالےٰ بہت سے انبیاء کا اکٹھا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کُلاًّ فضلنا علی العالمین ومن آبائهم وذرياتهم واخوانهم واجتبيناهم وهديناهم الی صراط مستقيم (انعام ع۱۰) کہ ان میں سے

ہر ایک کو ہم نے تمام جہانوں پر فضیلت دی

اسی طرح ان کے باپ دادوں کو فضیلت دی انکی ذریت کو فضیلت دی اور ان کے بھائیوں کو فضیلت دی۔ اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک سارے جہان پر فضیلت رکھتا تھا۔ اگر باپ فضیلت رکھتے تھے۔ تو بھائیوں کو کس طرح فضیلت حاصل ہو گئی۔ اور اگر بھائی افضل تھے تو ذریت افضل کس طرح بن گئی۔ یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ تین دو سے بڑا ہے۔ لیکن یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ دو تین سے بڑا ہے اگر تین دو سے بڑا ہے تو دو تین سے بڑا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر دو تین سے بڑا ہے تو تین دو سے بڑا نہیں ہو سکتا۔ دراصل وہاں بھی اس آیت کے یہی معنے ہیں کہ ہر نبی کی جماعت کو اپنے اپنے زمانہ میں دوسرے لوگوں پر فضیلت حاصل تھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت ابراہیم کی قوم

کو اپنے زمانہ میں دوسرے لوگوں پر فضیلت حاصل تھی۔ اور اسحاقؑ کی قوم کو اپنے زمانہ میں دوسرے لوگوں پر فضیلت حاصل تھی اور یعقوبؑ کی قوم کو اپنے زمانہ میں دوسرے لوگوں پر فضیلت حاصل تھی۔ اسی طرح داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ۔ اور ہارونؑ اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ اور اسماعیلؑ اور الیسعؑ وغیرہ کی قوموں کو اپنے اپنے زمانہ میں دوسرے لوگوں پر فضیلت حاصل تھی۔ اور پھر ان کی وجہ سے ان کے ماں باپ دادوں اور اولادوں کو بھی فضیلت حاصل ہو گئی۔ جو انبیاء کو ماننے والی تھیں۔ تو قرآن کریم کی متعدد آیات سے یہ ثابت ہے کہ جب کسی کے متعلق یہ کہا جائے۔ کہ وہ تمام جہان سے افضل ہے۔ تو اس کے معنے صرف یہ ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنے زمانہ کے لوگوں پر فضیلت رکھتا ہے

اب

یہ کتنی ظالمانہ یا کتنی جاہلانہ بات ہے

جو ہماری طرف منسوب کی گئی۔ اگر "احسان" نے دیدہ دانستہ یہ عقیدہ ہماری طرف منسوب کیا ہے۔ تو اس نے ایک ظالمانہ فعل کیا۔ اور اگر ہمارے عقائد سے واقفیت حاصل کئے بغیر اس نے یہ نوٹ لکھا تو اس نے ایک جاہلانہ فعل کا ارتکاب کیا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ لا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسؤلا۔ (بنی اسرائیل ع ۴) کہ جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو۔ اس میں دخل نہ دیا کرو۔ جو شخص قرآن کریم کو جانتا ہی نہیں اور جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پر کبھی غور ہی نہیں کیا۔ وہ اگر بغیر سوچے سمجھے اعتراض کر دیتا ہے۔ تو اس کا اعتراض معاف بھی کیا جا سکتا ہے۔ مگر جو قرآن کریم پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہوئے اس کی باتوں کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ وہ معذور نہیں قرار دیا جا سکتا۔

پھر میں کہتا ہوں۔ اگر ان لوگوں نے قرآن پر کبھی غور نہیں کیا تھا۔ یا اگر ان لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پر کبھی غور نہیں کیا تھا۔ تو کم از کم انہیں انسانوں کے کلام پر ہی غور کرنا چاہئے تھا۔ اور دیکھنا چاہئے تھا۔ کہ کیا روزمرہ کی گفتگو میں اس قسم کے الفاظ استعمال نہیں کئے جاتے تم چلے جاؤ لاہور میں اور لوگوں سے دریافت کرو کہ سب سے بڑا پہلوان کونسا ہے وہ کہیں گے سب سے بڑا پہلوان گاما ہے۔ اب کیا جب کوئی شخص یہ کہے۔ کہ سب سے بڑا پہلوان گاماں ہے۔ تو اس سے یہ بحث شروع کر دینی چاہئے کہ سب سے بڑا پہلوان تو رستم تھا۔ تم گاماں کو سب سے بڑا پہلوان کیوں قرار دیتے ہو۔ یا سب سے بڑا پہلوان تو غلام تھا۔ تم گاماں کو کیوں بڑا کہتے ہو۔ اگر کوئی شخص ایسی بحث کرے تو ساری دنیا اسے احمق قرار دیگی اور کہے گی۔ کہ یہاں رستم اور گاماں کا مقابلہ کون ہو رہا ہے۔ یہاں تو یہ ذکر ہے۔ کہ موجودہ زمانہ میں سب سے بڑا پہلوان کونسا ہے۔ غرض تم ساری دنیا کا چکر لگاؤ۔ ساری دنیا کا نہ سہی تم ہندوستان کا ہی چکر لگا کر دیکھ لو تمہیں گلیوں میں اور بازاروں میں مدرسوں میں اور خانقاہوں میں چھوٹوں میں اور بڑوں میں غرض ہر جگہ اور ہر شہر میں اس قسم کے فقرات بولتے ہوئے لوگ نظر آئیں گے۔ وہ کہیں گے فلاں شخص سب سے بڑا ہے۔ اور سب سے بڑا ہونے سے مراد وہ کبھی یہ نہیں لیں گے۔ کہ وہ پہلوں اور پچھلوں سب سے بڑا ہے۔ بلکہ سب سے بڑا ہونے سے یہ مراد لیں گے۔ کہ وہ موجودہ زمانہ میں سب سے بڑا ہے۔ یا ایک خاص دائرہ میں سب سے بڑا ہے۔ تم چلے جاؤ عدالتوں میں تمہیں روزانہ اس قسم کے نظارے دکھائی دیں گے۔ کہ

مجسٹریٹ کے سامنے مقدمہ

پیش ہو رہا ہے۔ اور ایک غریب شخص جس کا مقدمہ عدالت کے سامنے ہے وہ مجسٹریٹ کو مخاطب ہوتے ہوئے کہہ رہا ہے " خدا دے ہیٹاں ساڈے تسیں ہی ہو" یعنی خدا کے نیچے اب آپ ہی ہمارا کام کرنے والے ہیں۔ روزانہ زمیندار اور پیشہ ور اس قسم کے فقرات استعمال کرتے ہیں۔ مگر کبھی انہیں کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ تم دہریہ ہو گئے۔ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا تم نے انکار کر دیا پس میں حیران ہوں۔ کہ یہ

ادیب کہلانے والے

ان محاروں کو بھی کیوں نہیں سمجھتے جو جاہل سے جاہل زمیندار روزانہ بولتا ہے۔ اور کوئی اس پر اعتراض نہیں کرتا۔ " زمیندار " جب یہ فقرہ استعمال کرتا ہے۔ کہ " خدا دے ہیٹاں ساڈے تسیں ہی ہو " تو ہیٹاں سے مراد یہ نہیں ہوتی۔ کہ اب خدا کے بعد اسی مجسٹریٹ کا درجہ ہے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ میرے اس مقدمہ کا یا خدا فیصلہ کر سکتا ہے۔ یا آپ فیصلہ کر سکتے ہیں۔ وہاں نہ دین کا ذکر ہوتا ہے۔ نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کا ذکر ہوتا ہے۔ صرف اتنی بات ہوتی ہے۔ کہ میرے اس مقدمہ میں یا مجسٹریٹ نے فیصلہ کرنا ہے۔ یا خدا نے۔ یا اگر گاؤں میں بیٹھ کر کوئی زمیندار اس قسم کا فقرہ نمبردار سے کہے تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ میرا فیصلہ اب خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اور اس سے نیچے اتر کر نمبردار کے ہاتھ میں۔ لیکن اگر ان معنوں کو ملحوظ نہ رکھا جائے اور جب کوئی زمیندار کسی نمبردار کو کہے کہ " خدا تو ہیٹاں ساڈے تسیں ہی ہو۔ " تو جھٹ پولیس کا کوئی آدمی اسے ہتھکڑی لگا لے اور کہے کہ ہز میجسٹی شہنشاہِ معظم کی بادشاہت کا یہ انکار کر رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے۔ کہ خدا کے نیچے نہ کوئی بادشاہ ہے۔ نہ حاکم جو ہے۔ یہ نمبردار ہی ہے۔ یہ ہائی ٹریژن کا مجرم ہے۔ اسے جیل بھیجنا چاہئے۔ تو کیا ساری دنیا اس سپاہی کو پاگل قرار نہیں دے گی۔ وہ کہے گی اسے جیل خانہ بھیجنے کی بجائے تمہیں پاگل خانہ بھیجنا چاہئے۔ کیونکہ تمہیں سوچنا چاہئے تھا۔ کہ اس فقرے کا محل کیا ہے۔ اور اس کا مطلب کیا ہے۔

پھر میں ان لوگوں کو کہتا ہوں۔ کہ تم اپنے متعلق یہ دعویٰ کرتے ہو۔ کہ ہمیں رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ مگر اس

لفاظی کا کیا فائدہ

تم نے کبھی غور بھی کیا۔ کہ تمہاری اس محبت میں جو تم رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے رکھتے ہو۔ اور ہماری اس محبت میں جو ہم رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتے ہیں کتنا عظیم الشان فرق ہے؟ اور کتنا بیّن امتیاز ان دونوں میں موجود ہے۔

میں ایک دفعہ قصور گیا۔ وہاں ایک دوست کا ایک کارخانہ ہے۔ وہ مجھے اپنا کارخانہ دکھانے کے لئے لے گئے۔ اس وقت تک وہ غیر مبائعین سے تعلق رکھتے تھے۔ مگر اب وہ ہماری جماعت میں شامل ہو چکے ہیں۔ اسی اثنا میں قصور کا ایک ہندو نوجوان جو نہایت ہوشیار اور چلتا پرزہ تھا۔ وہاں آ گیا۔ اور مجھ سے کہنے لگا۔ کہ میرا ایک سوال ہے مجھے آپ اس کا جواب دیں۔ میں نے کہا۔ دریافت کیجئے۔ وہ کہنے لگا مجھے اس بات کا شوق ہے۔ کہ مختلف مذاہب کے جو بانی ہیں۔ اُن کے حالات زندگی معلوم کروں۔ اس وجہ سے

پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات
منشی۔ منشی عالم۔ منشی فاضل۔ ادیب ادیب عالم۔ ادیب فاضل ۱۹۳۸ء کے قواعد اور مکمل فہرست کتب نصاب مفت طلب کریں۔
سٹوڈنٹس اون بکڈپو موہن لال روڈ لاہور

نذیر سیونگ مشین کمپنی رنگ محل لاہور
میں ہر قسم کی مشینوں کی مرمت اور سیکنڈ ہینڈ و نئی مشینوں کی خرید و فروخت کا انتظام اعلیٰ پیمانہ پر موجود ہے۔

315

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مختلف مذاہب کے واعظ

جب ہمارے شہر میں آتے ہیں تو میں ان کے وعظوں اور تقریروں میں شامل ہوتا ہوں۔ جب کوئی بڑا مولوی آجاتا ہے اور لیکچر دیتا ہے تو میں اس کے لیکچر میں بھی شامل ہو جاتا ہوں اور جب کوئی عیسائی پادری آجاتا ہے تو اس کا وعظ سننے کے لئے بھی چلا جاتا ہوں اور جب کوئی ہندو پنڈت آتا ہے تو اس کی تقریر میں بھی چلا جاتا ہوں۔ مسلمان واعظوں میں سے مجھے ان کی تقریر کا زیادہ شوق رہتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی سنائیں کیونکہ یہ ایک تاریخی مضمون ہے۔ اور ایک غیر مذہب والے کو مذہبی مضمون سے تاریخی مضمون سے زیادہ دلچسپی ہو سکتی ہے لیکن ایک بات میری سمجھ میں کبھی نہیں آئی۔ اور وہ یہ کہ عیسائی پادری جب وعظ کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ یہ بیان کرتا ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نے محبت کی تعلیم دی اور انہوں نے لوگوں کے لئے اپنی جان قربان کر دی۔ ایک ہندو پنڈت کھڑا ہوتا ہے تو وہ بھی

حضرت کرشن جی کے فضائل

بیان کرتا اور کہتا ہے کہ انہوں نے دنیا سے جھگڑا اور فساد دور کیا۔ حضرت رام چندر کے متعلق بھی کہتا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو یہ یہ سکھ پہنچایا۔ ایک سکھ گیانی آتا ہے تو وہ بھی

اپنے گرو کی خوبیاں

لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے مگر جب کوئی مسلمان مولوی آتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان کرنے لگتا ہے۔ تو یہ کہنے لگ جاتا ہے کہ

اد کالی کملی والے اد زلفاں والے
اد کالی کملی والے اد زلفاں والے

میں اس کی یہ بات سن کر شرم اور ندامت سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور میں نے اسے کہا یہ مسلمان

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سے ناواقف

ہیں۔ اگر یہ لوگ قرآن کریم پڑھیں اور احادیث سے واقفیت رکھیں تو انہیں معلوم ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو کس اعلیٰ رنگ میں بیان کیا گیا ہے مگر چونکہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن پر کبھی غور نہیں کیا اس لئے یہ بڑی سے بڑی خوبی اور بڑے سے بڑا کمال جو آپ کا بیان کریں گے وہ یہی ہو گا کہ

"اد کالی کملی والے اد زلفاں والے"

غرض یہ لوگ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہیں۔ اس میں ہر شخص شامل ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کالی کملی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا معیار سمجھی نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان فقیروں نے کالی کملی اوڑھ لی اور سمجھ لیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات انہیں حاصل ہو گئے۔ پھر انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک اور حسن یہ دیکھا کہ آپ کی زلفیں لمبی تھیں یہ دیکھ کر مسلمان فقیروں نے بھی اپنے بال بڑھا لئے اور سمجھ لیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہو گئی اور ہم آپ کے مثیل بن گئے مگر ایک احمدی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پیش کریگا تو وہ آپ کے ان اخلاق کو پیش کریگا جو ساری دنیا کی کملیوں والوں پر کیا

ساری دنیا کے نبیوں اور رسولوں پر آپ کی فضیلت

ثابت کر دیتے ہیں اور کوئی نہیں ہوتا جو ان تعریفوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقابلہ کر سکے۔

پھر یہ لوگ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات بیان کرتے ہیں تو ایسے ایسے معجزات بیان کرتے ہیں جنہیں سن کر بجائے متاثر ہونے کے لوگ ہنستے ہیں اور پھر جب ہندوؤں کے سامنے ان قصوں کو رکھا جاتا ہے تو وہ ان سے بھی بڑے بڑے قصے اپنے بزرگوں کے متعلق سنا دیتے ہیں کیونکہ خالی قصوں پر اگر دین کا مدار ہو تو قصے بنانے کوئی

مشکل کام نہیں۔ ہمارے ایک عزیز تھے جو احمدی نہیں تھے وہ ایک دفعہ قادیان آئے میر محمد اسحٰق صاحب اس وقت چھوٹی عمر کے تھے۔ چھوٹی عمر میں انسان دعوے زیادہ کر لیتا ہے اور بعض دفعہ جب اسے کوئی

نئی دلیل

ملتی ہے تو وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی دشمن نہیں ٹھہر سکتا اور وہ اس بات سے ناواقف ہوتا ہے کہ نہ ماننے والے کئی راستے نکال لیتے ہیں۔ ان دنوں "حقیقۃ الوحی" تازہ تازہ چھپی تھی اور چونکہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بہت سے معجزات کا ذکر کیا ہے اس لئے میر محمد اسحٰق صاحب حقیقۃ الوحی لے کر ان کے پاس چلے گئے اس وقت میر صاحب کی عمر پندرہ سولہ سال کی تھی۔ انہوں نے خیال کیا کہ جونہی میں نے ان کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات بیان کئے وہ احمدیت کی صداقت فوراً تسلیم کر لینگے۔ خیر وہ گئے اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آگئے اور مجھے آکر کہنے لگے کہ میں نے ان کی خوب خبر لی ہے۔ وہ ہماری تمام باتیں مان گئے ہیں اور اب وہ بیعت کرنے کے بالکل قریب ہیں۔ میں نے کہا تھوڑی دیر کے بعد آپ پھر ان کے پاس جائینگے تو پتہ لگ جائیگا چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ دوبارہ ان سے ملے اور مل کر واپس آئے تو کہنے لگے وہ تو عجیب آدمی ہیں میری باتیں سن کر تو کہتے رہے کہ ٹھیک ہے بالکل ٹھیک ہے مگر جب آخر میں میں نے کہا کہ جب تمام باتیں درست ہیں تو آپ احمدیت کو قبول کر لیجئے تو وہ کہنے لگے میاں یہ معمولی

ولایت کے کمالات ہیں ان سے کسی کو مانو تھوڑا ہی مانا جا سکتا ہے۔ اور یہ تو ادنیٰ باتیں ہیں جو کامل ولی ہوں وہ تو اس سے بھی

بڑے بڑے معجزات

دکھا سکتے ہیں۔ پھر انہوں نے خود ایک قصہ سنایا۔ کہنے لگے تم نے سنا ہو گا کہ مکہ میں تربوز بہت اچھے ہوتے ہیں اب قرآن میں لکھا ہے کہ وہ وادی غیر ذی زرع ہے جب وہ ایسی وادی ہے جس میں کچھ بھی پیدا نہیں ہو سکتا تو پھر اعلیٰ قسم کے تربوز اتنی کثرت سے کہاں سے آجاتے ہیں سو ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ گدھوں والے مکہ سے طائف جاتے ہیں اور طائف سے بڑے بڑے ٹھنگھر اپنے بوروں میں بھر لیتے ہیں جب وہ واپس آتے اور مکہ میں پہنچتے ہیں تو تمام ٹھنگھر تربوز بنے ہوئے ہوتے ہیں پھر کہنے لگے ہمارے ایک دادا تھے۔ وہ بڑے بزرگ اور اللہ تعالیٰ کے کامل ولی تھے ایک دفعہ وہ بغداد سے جہاز پر سوار ہوئے راستہ میں جہاز کہیں گھنٹہ بھر ٹھہرا تو وہ کہنے لگے میں فلاں بزرگ سے مل آؤں۔ لوگوں نے انہیں کہا کہ جہاز نے یہاں صرف ایک گھنٹہ ٹھہرنا ہے اور آندھی بھی آئی ہوئی ہے آپ نہ جائیں مگر وہ کہنے لگے نہیں میں ضرور جاؤں گا۔ اور اگر میں ایک گھنٹہ تک نہ آؤں تو میرا انتظار نہ کیا جائے اور جہاز بے شک روانہ ہو جائے چنانچہ ایک گھنٹہ تک جہاز کھڑا رہا مگر وہ نہ آئے اور جہاز چل پڑا جس وقت جہاز بمبئی پہنچا تو لوگوں نے کیا دیکھتے ہیں کہ وہی بزرگ ساحل بمبئی پر ٹہل رہے ہیں

اطلاع

اردو خلاصہ صدرہ از جناب قاضی محمد زاہد صاحب فاضل دیوبند قیمت ۱۲

" " شرح نخبۃ الفکر از حاجی فضل کریم منشی فاضل مولوی فاضل " ۵

" " مطول " " " " ۸

" شمس البازغہ تا بحث حرکت از مولانا محمد صاحب فاضل دیوبند مولوی فاضل منشی فاضل ۵

اکمل التوضیح اور حل تصریح شرح تشریح قیمت ۵

علاوہ ازیں کتب نصاب امتحان مولوی۔ مولوی عالم۔ مولوی فاضل۔ منشی۔ منشی عالم منشی فاضل ادیب ادیب عالم ادیب فاضل پنجاب یونیورسٹی ہم کتب بداری عمدہ بارعایت خریدیں۔

نیازمندان:- شیخ جان محمد اللہ بخش تاجران کتب کشمیری بازار لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگوں نے عرض کیا۔ حضرت آپ کہاں وہ کہنے لگے مجھے جب معلوم ہوا کہ جہاز چل پڑا ہے۔ تو میں نے کھڑاواں پہنی اور بھاگ کر بمبئی آگیا۔ پھر کہنے لگے وہ بزرگ ہمیشہ کہا کرتے تھے۔ کہ میں جمعہ کے دن فوت ہوں گا۔ اور میرا جنازہ کشمیر کی شاہی مسجد میں پڑھا جائے گا اور وہیں میں دفن ہوں گا۔ چنانچہ ایک دن جب وہ جمعہ کی نماز پڑھ چکے۔ تو لوگوں سے کہنے لگے کہ بھائیو ذرا ٹھہر جانا میں اب فوت ہونے لگا ہوں۔ مجھے نہلا دھلا کر جانا۔ وہ کہنے لگے کہ آپ تو کہا کرتے تھے کہ میرا کشمیر میں جنازہ ہوگا۔ اور وہیں میں دفن ہوں گا۔ مگر آپ فوت یہیں ہونے لگے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ تم فکر نہ کرو۔ وہ بھی ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے کلمہ پڑھا اور فوت ہو گئے۔ لوگوں نے انہیں نہلایا دھلایا۔ اور پھر کفن پہنا کر چارپائی پر لٹا دیا۔ بس جونہی انہوں نے نعش چارپائی پر رکھی وہ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ

نعش غائب

ہے۔ ادھر سرینگر کی جامع مسجد میں جب جمعہ ہو چکا تو امام صاحب نے لوگوں سے کہا بھائیو! ذرا ٹھہر جانا یہاں ایک بہت بڑے بزرگ کا جنازہ آنیوالا ہے۔ لوگوں نے کہا یہاں تو کوئی بزرگ فوت نہیں ہوا۔ امام صاحب کہنے لگے ابھی جنازہ پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ وہ مصلے پر بیٹھ گئے۔ اور انہوں نے تھوڑی دیر ہی تسبیح پھیری تھی۔ کہ یکدم ایبٹ سے جو علی گڑھ کے قریب ہے۔ چارپائی پر جنازہ وہاں آ اُترا اور سب نے ان کا جنازہ پڑھکر انہیں وہیں دفن کر دیا۔ یہ قصہ سنا کر وہ میر محمد اسحٰق صاحب سے کہنے لگے میاں معجزے تو یہ ہوتے ہیں۔ وہ بھی کیا معجزے ہیں جو مرزا صاحب نے دکھائے۔ گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات اور ان صاحب کے مذکورہ معجزات کی آپس میں کوئی نسبت نہیں کیونکہ

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے معجزات تاریخی حیثیت رکھتے ہیں

اور وہ صرف اوہام باطل تھے۔ مگر جب تاریخی معجزات سے لوگ یہ سلوک کریں تو ان معجزات کا کیا حال ہوگا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصلی معجزات کو چھوڑ کر لوگوں نے خود بطور کہانی کے بنا لئے ہیں۔

پھر اس قسم کے غیر تاریخی معجزات جب مسلمان مولوی ہندوؤں کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ تو وہ اس سے بھی بڑھکر معجزے بیان کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ہندو کہتے ہیں۔ کہ

ایک نیل کنٹھ کا بچہ

تھا۔ اسے پیدا ہوئے ابھی ایک گھنٹہ ہی گذرا تھا۔ کہ وہ اپنی ماں سے کہنے لگا اماں اماں مجھے بھوک لگی ہے۔ ماں نے کہا کہ میرے پاس تو تمہارے لئے کچھ نہیں۔ وہ کہنے لگا اچھا تو اماں مجھے اجازت دے کہ میں باہر جا کر کچھ کھا پی آؤں۔ ماں کہنے لگی۔ تمہیں باہر جانے کی تو میں اجازت دے دیتی ہوں مگر دیکھنا کسی برہمن کو نہ کھا جانا۔ لطیفہ یہ ہے کہ اسے پیدا ہوئے ابھی صرف ایک گھنٹہ گذرا ہے۔ اور ماں کی ہدایت اسے یہ ہے کہ کسی برہمن کو نہ کھا جانا۔ خیر وہ کھانے کی تلاش میں باہر نکلا۔ آگے اس نے کیا دیکھا کہ ایک برات آ رہی ہے جس میں سینکڑوں ہاتھی گھوڑے اور اونٹ ہیں۔ اور ہزاروں آدمی اس برات میں شامل ہیں۔ ان کے پاس کھانے کا بھی لاکھوں من سامان ہے۔ اس نے یہ دیکھتے ہی سڑک پر اپنی چونچ رکھ دی۔ اور تمام اونٹ گھوڑے ہاتھی اور براتی کھچے کھچے اس کے پیٹ میں چلے گئے۔ غلطی سے ایک برہمن بھی وہ کھا گیا۔ مگر جب اسے معلوم ہوا کہ ایک برہمن بھی پیٹ میں چلا گیا ہے تو اس نے پیٹ مروڑ مروڑ کر برہمن کو اگل دیا اور پھر وہ لاکھوں من کھانا بھی کھا گیا۔ جو

زندگی یا موت

مرد بن کر رہو یا قبر میں جا کر سو رہو

وٹیلک

رجسٹرڈ پیٹنٹ

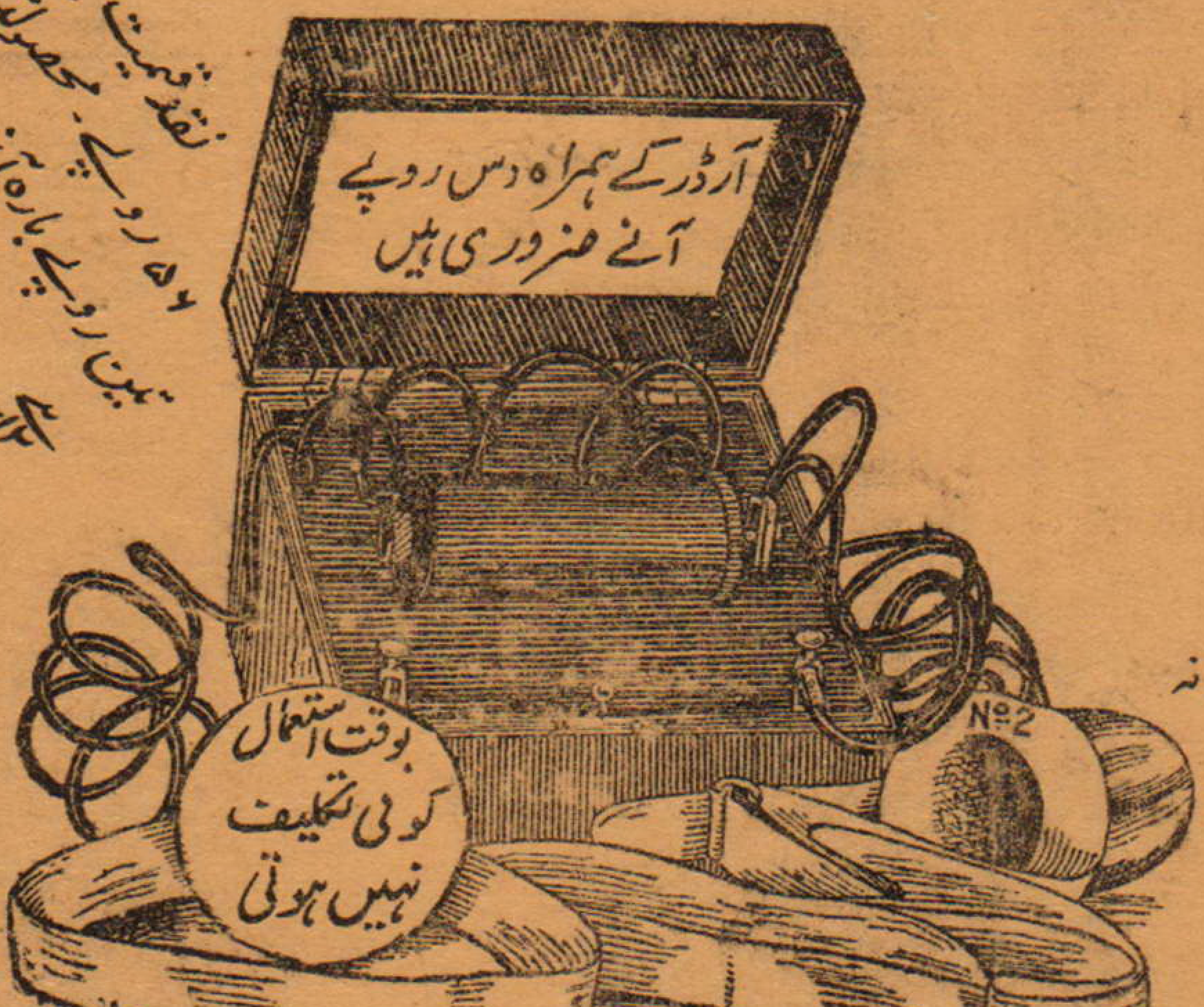

نقد قیمت ۴۵ روپیہ محصول ڈاک تین روپیہ بارہ آنہ

بجلی کی ایک حیرت انگیز مشین جس کی تصویر درج ہے ہر قسم کی مردانہ کمزوری اور رگ وپٹھوں کے نقص دور کرنے میں بے مثال ہے۔ چند دن پانچ منٹ روزانہ لگانے سے اس سے قوت حاصل کرنے کے بعد کمزور سے زوراور ناکارہ سے ناکارہ آدمی زندہ جیتا جاگتا اپنے فرائض پورا کرنے والا جوانمرد بن جاتا ہے۔

نمائش اور مفصل حالات مفت

شہر دیہات سفر ہر جگہ استعمال ہو سکتی ہے۔ کیونکہ بجلی پیدا ہونیکا سامان اس میں شامل ہے۔ بجلی کے علاج کے متعلق ہر قسم کا مشورہ مفت دیا جاتا ہے

سول ایجنٹ: ڈاکٹر ایم اسمٰعیل کوٹھی ۳۹ میکلوڈ روڈ مقابل کشمیر بلڈنگ بیرون قلعہ گوجر سنگھ لاہور

316

Digitized by Khilafat Library Rabwah

برات کے ساتھ تھا۔ اس کے بعد سے پیاس لگی تو وہ ایک دریا پر گیا۔ اور اسپر چونچ رکھ کر پانی پینا شروع کر دیا اور اتنا پانی پیا کہ آخر وہ دریا سارے کا سارا خشک ہوگیا۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں۔ کہ راجپوتانہ میں دریا ہوا کرتا تھا۔ مگر آج کل وہاں ریت ہی ریت ہے۔ اس کے بعد وہ آرام کرنے کے لئے ہمالیہ پہاڑ کی چوٹیوں پر چلا گیا اور سوگیا۔ چنانچہ آج تک وہ ہمالیہ پہاڑ کی چوٹی پر آرام کر رہا ہے۔

غرض مسلمانوں کے مولوی اس قسم کی مضحکہ خیز باتیں رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرتے اور ایسے معجزات آپ کے بیان کرتے ہیں۔ کہ جن کے مقابلہ میں دشمن اس سے بھی بڑے بڑے معجزات پیش کر دیتا ہے۔ اور وہ ان کا کوئی جواب نہیں دے سکتے مگر ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ معجزات بیان کرتے ہیں۔ کہ جنہیں سنکر دشمن کے منہ پر مہر لگ جاتی ہے۔ اور وہ بات تک نہیں کر سکتا۔ جب ہم دشمن کے سامنے کھڑے ہوتے اور کہتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ یہ ہے۔ کہ جو شخص ان کی غلامی اور اتباع کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ کا تازہ کلام

اس پر اترتا ہے۔ اور زمین و آسمان کا خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے تو کیا ہے کوئی ہندو جو کہے کہ میں اس سے بڑھ کر اپنے پیشوا کا معجزہ پیش کر سکتا ہوں۔ یا ہے کوئی عیسائی جو کہے کہ اُن کے مسیح کی اتباع سے یہ نعمت انسان کو حاصل ہو سکتی ہے سب دم بخود ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے سوا یہ نعمت کسی مذہب میں رہ کر انسان کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جب ہم قرآن کریم کے معجزات دنیا کے سامنے پیش کرتے اور کہتے ہیں۔ کہ دنیا کی تمام پارلیمنٹیں اور دنیا کے تمام

فلاسفر اور دنیا کے تمام مدبر اور عقلمند سب مل کر جو تعلیمیں تجویز کر رہے اور سینکڑوں سال غور کرنے کے بعد انہیں

لوگوں کی کامیابی کا ذریعہ

بتا رہے ہیں۔ وہ ہمارے امی آقا اور سردار کی اس تعلیم کے مقابلہ میں جو اس نے آج سے تیرہ سو سال پہلے پیش کی اگر رکھی جائیں تو خاک ہو کر رہ جاتی ہیں۔ تو کس طرح وہ عیسائی جو دوسروں پر بڑھ بڑھ کر اعتراض کر رہے ہوتے ہیں دبک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور انہیں تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ واقعہ میں قرآن کریم جس تعلیم کو پیش کرتا ہے۔ وہی تعلیم اصلی اور اعلےٰ ہے پھر کس طرح طلاق کے متعلق غیر تو الگ رہے مسلمان بھی بہانے بنانے لگ گئے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ اس کی یہ تشریح ہے۔ اور اس کی وہ تشریح ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کو آکر بتایا۔ کہ طلاق بھی ایک ضروری چیز ہے۔ اور جس عورت کو طلاق دیجائے وہ حسب منشاء دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی اور آپ نے جو کچھ کہا وہ بالکل سچ ہے۔ لوگوں نے اس بات کو سنا اور وہ حقارت کی ہنسی ہنسے مگر کس طرح آج ایک زبردست بادشاہ نے جسکی حکومت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ اسی مسئلہ میں یورپ کے خیالات کی غلطی ثابت کرنے کے لئے اپنی بادشاہت چھوڑ دی۔ پادریوں نے بھی زور دیا۔ کہ وہ بادشاہت نہ چھوڑے مدبروں نے بھی زور لگایا۔ کہ وہ اپنے ارادہ سے باز رہے۔ وزراء نے بھی کوشش کی۔ کہ وہ اس اقدام کو ترک کر دے پارلیمنٹ کے ممبروں نے بھی چاہا کہ وہ اپنے ارادہ کو عملی جامہ نہ پہنائے ملک نے بھی خواہش کی کہ وہ تاج و تخت کو نہ ٹھکرائے مگر اُس نے صاف کہدیا کہ جو ملک یہ کہتا ہے۔ کہ طلاق والی عورت الزام کے نیچے ہے۔ اور اُس سے دوبارہ شادی کرنا پسندیدہ نہیں میں اس کی اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ میں بادشاہت چھوڑتی

آسان سمجھتا ہوں۔ مگر اس خیال کو ترک کرنا میرے لئے مشکل ہے۔ کہ مطلقہ عورت کسی الزام کے نیچے نہیں ہوتی اور اس سے شادی کی جا سکتی ہے

غرض قرآن کریم کے ایک ایک حرف اور ایک ایک حرکت اور ایک ایک نقطہ کے نیچے سے ہم نے

معارف کے خزانے

نکالے اور انہیں دنیا کے سامنے پیش کیا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت عالم میں قائم کی۔ یہاں تک کہ اسلام کا شدید سے شدید دشمن بھی آج یہ تسلیم کرنے لگ گیا ہے۔ کہ روحانی میدان میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسا پہلوان اور کوئی نہیں ہوا۔

پس وہ جنہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقی شان دنیا میں قائم کی وہ جنہوں نے اسلام کی سچی خدمت کی وہ جنہوں نے اسلام کی تعلیم پر عمل کر کے دنیا کو دکھا دیا اور ثابت کر دیا کہ اسلام کی تمام تعلیمیں قابل عمل ہیں اور انہی پر عمل کرنے میں ہر برکت اور سعادت ہے۔ ان کے متعلق یہ کہنا کہ وہ اپنے خلیفہ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھتے ہیں اس سے زیادہ جھوٹ اور اس سے زیادہ غلط بات اور کیا ہو سکتی ہے۔

میں ایسے اخبار نویسوں کو کہتا ہوں کہ مذہبی اختلاف کر جاؤ تم کم از کم انسانیت اور شرافت کا پاس رکھو۔ اور اسے اپنے ہاتھ سے نہ دو۔ ہمارے تمہارے اختلاف بھی ہیں۔ لڑائیاں بھی ہیں جھگڑے بھی ہیں مگر ان لڑائیوں اور جھگڑوں میں جھوٹ بولنے سے کیا

سوزاک کی دوا چھ سال کے بعد ملی

لوگوں کا خیال تھا کہ سوزاک لاعلاج بیماری ہے۔ خود ہمیں بھی کچھ یہی گمان تھا۔ ہمیں بھی ہندوستان اور یورپ وغیرہ کے متعدد ڈاکٹروں سے بے شمار نسخے میسر آئے اور انہوں نے ان نسخوں کی کافی تعریف بھی کی۔ مگر جب ان کا تجربہ کیا تو تسلی بخش ثابت نہ ہوئے۔ گو اکثر مریضوں کو آرام پہنچا۔ مگر ہمیں یہ کہنے کی جرأت نہ ہو سکی کہ فلاں دوا سوزاک کا کافی علاج ہے۔ درحقیقت علاج تو وہ مکمل کہا جا سکتا ہے جو کم سے کم ۸۰ فیصدی مریضوں کو تندرست کرے۔ اگر اس سے کم تعداد ہے۔ تو پھر دعوے کی دوا نہیں کہی جا سکتی۔ تاہم گذشتہ چھ سال سے ہماری یہ کوشش جاری تھی۔ کہ بدنصیب ہندوستان سے اس خطرناک بیماری کو دور کرنے کے لئے کوئی کامل دوا ایسی مل جائے۔ جسے غریب ہندوستانی بھی استعمال کر سکیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمیں اس کوشش میں اب آکر کامیابی ہوئی۔ اور ایک ایسا مکمل مرکب تیار ہوا۔ جس کا تجربہ کرنے کے بعد ہمیں اطمینان ہوگیا۔ اس دوا کا نام **کلوزول** ہے۔ اور سوزاک کے لئے بہت ہی مؤثر ثابت ہوئی ہے۔ ایک تیس سالہ مریض کو بھی گیارہ روز میں تندرستی مل گئی۔ تجربہ کرنے کے دوران میں ہی اس دوا نے کئی سو مریضوں کو تندرست کر کے ایک ریکارڈ قائم کر دیا۔ اب ہمیں اس دوا پر پورا بھروسہ ہے۔ اور علی الاعلان سوزاک کے مریضوں کو ہدایت کرتے ہیں۔ کہ وہ تمام علاج چھوڑ کر **کلوزول** کی صرف ایک شیشی استعمال کریں۔ آٹھ دس روز میں وہ خود دیکھ لیں گے۔ کہ جس بیماری پر سینکڑوں روپے برباد کئے۔ بہت تکلیف اٹھائی اسے **کلوزول** کی ایک شیشی نے آرام کر دیا۔ پس جو لوگ سوزاک کے مریض ہیں۔ وہ بے دھڑک بغیر کسی خدشہ کے یہ دوا طلب کر لیں۔ ہر قسم کے نئے اور پرانے سوزاک کے لئے یکساں مفید ہے۔ قیمت ایک شیشی **کلوزول** دو روپے نو آنے (۲؍۹) اور محصول ڈاک سات آنے (۷؍) آج ہی ایک خط لکھ کر

جنرل منیجر زمانہ دواخانہ پوسٹ بکس ۳۴ دہلی کے پتہ سے منگائیے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فائدہ [اور] کی طرف وہ عقائد منسوب کرنے سے کیا حاصل جن کو وہ مانتا ہی نہیں۔

پھر میں کہتا ہوں کہ اگر وہ سچے دل سے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہم سے زیادہ عزت ہے تو میں انہیں چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اپنے علماء کو تیار کریں۔ اور تراضیٔ فریقین سے ایک تاریخ مقرر کر کے وہ بھی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت پر مضامین

لکھیں۔ اور ایک مضمون رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت پر میں بھی لکھوں گا پھر دنیا خود بخود دیکھ لے گی۔ کہ ان کے دس بیس لکھے ہوئے مضامین میرے ایک مضمون کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل اور آپ کے محاسن میں بیان کرتا ہوں یا وہ مولوی بیان کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت پر کبھی غور ہی نہیں کیا۔ ان کا بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان ہے مگر ان کا ایمان ایمان العجائز سے بڑھ کر نہیں۔ یعنی انہوں نے اپنے باپ دادوں سے جیسا سنا ویسا مان لیا۔ یا چونکہ وہ مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوتے تھے۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ماننے لگ گئے ورنہ انہوں نے نہ کبھی

قرآن پر غور

کیا ہے اور نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام پر کبھی غور کیا ہے۔ اگر ان لوگوں نے قرآن مجید کو غور سے پڑھا ہوتا تو حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق واصطفاکِ علی نساء العالمین (آل عمران ع ۵) اور اسی طرح بنی اسرائیل کے متعلق انی فضلتکم علی العالمین (بقرہ ع ۶) کے الفاظ پڑھ کر کیوں اس حقیقت پر نہ پہنچ جاتے کہ جب کسی کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ بعد از خدا اس کا درجہ ہے تو اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ اپنے زمانہ کے لوگوں پر وہ فضیلت رکھتا ہے نہ یہ کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی درجہ میں بڑا ہے اس کے مقابلہ میں ہم وہ ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ ارشاد پر

اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں

اور یا تو آج سے تیرہ سو سال پہلے صحابہؓ نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں حکم دیجئے ہم سمندر میں اپنے گھوڑے ڈالنے کے لئے تیار ہیں اور ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکیگا جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گذرے اور یا یہی فقرے آج ہمارے ہیں آج ہم ہی ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے کونے کونے میں گاڑ رہے ہیں آج ہم ہی ہیں جو دین کی اشاعت کر رہے ہیں آج ہم ہی ہیں جو قرآن کریم کی خدمت کر رہے ہیں اور آج ہم ہی ہیں جو اسلام کے فضائل اور محاسن دنیا پر ظاہر کر رہے ہیں مگر یہ غافل اور

سوئے ہوئے افیونی

کروٹ بدلتے ہیں اور آنکھیں کھولے بغیر کہنے لگ جاتے ہیں کہ احمدیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کر دی حالانکہ یہ قرآن کریم اور اس کی تعلیم سے غافل ہو کر لحافوں میں لپٹے ہوئے پڑے ہیں اور ہم پر ایسی حالت میں اعتراض کر رہے ہیں جب کہ

ہمارے سینے دشمنانِ اسلام کے مقابل پر تنے ہوئے ہیں

اور جب کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لئے ہم ان کے اعدا

تندرستی اور قوت کا سرچشمہ دافع سرعت۔ جریان۔ احتلام

امرت بوٹی (بنگالی) (رجسٹرڈ گورنمنٹ آف انڈیا) امرت بوٹی کے استعمال کرنے سے ہزارہا بے خانماں گھر خدا کے فضل سے گلزار ارم بن گئے۔ اولاد نرینہ سے محروم تڑپتے اور پھڑکتے ہوئے ماں باپوں کی گودیاں بچوں سے ہری بھری ہو گئیں سینکڑوں نوجوان جو غلط کاریوں کے باعث جوانی سے ہاتھ دھو چکے تھے آج خوش خرام شگفتہ رو نظر آتے ہیں۔ اور مینیجر صاحب یونان فارمیسی کے نام مبارکباد کے خطوط لکھ رہے ہیں۔ بواسیر جیسی موذی مرض سے روتے اور بلکتے ہوئے دوستوں کے لئے امرت بوٹی نے آب حیات کا کام کیا۔ امرت بوٹی کیا ہے؟ کثیر التعداد بوٹیوں کا جوہر جو کسی تعریف کا محتاج نہیں۔ بوڑھوں، عمر رسیدوں غلط کار نوجوانوں کی سچی رفیق ہے۔ تازہ خون پیدا کرتی گندے خون کو صاف کر کے جریان، سرعت۔ کثرت احتلام سستی کی بیماری کو جڑھ سے اکھاڑ ڈالتی ہے۔ بہترین ٹانک ہے ۴۰ گولی کی شیشی معہ امرت طلا ۱۲/۲/ ۵۰ گولی کی شیشی بغیر امرت طلا عہ امرت طلا بغیر لیپ کے نسوں کو مضبوط کرتا اور نسوں کے گندے پانی کو خارج کرتا ہے شیشی کلاں عہ شیشی خورد ۸ ملنے کا پتہ:۔ مینیجر احمدیہ یونان فارمیسی رجسٹرڈ گورنمنٹ آف انڈیا جالندھر کینٹ پنجاب

بالکل مفت۔ دور حاضرہ کی نہایت عجیب و غریب حیرت انگیز ایجاد کی توضیح کا حامل

رسالہ

زندہ موت

مفت حاصل کرنے کے لئے اپنے علاقہ کے بارسوخ پڑھے لکھے دس رؤسا کے مکمل پتے ایک خط پر لکھ کر ارسال کریں۔ رسالہ مفت ارسال کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر ایم اسمٰعیل نمبر ۹ ۳۳ میکلوڈ روڈ لاہور

سلطان بلیو بلیک آر فار آل فاونٹین پن

سوین انک کے مقابلہ میں فاونٹین پن کی سیاہی قادیان میں تیار کی گئی ہے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احباب نے مقابلۃً پن میں سیاہی استعمال کر کے تصدیق کی ہے چنانچہ پہلے نیلا لکھتی پھر سیاہ اور پختہ ہو جاتی ہے (۲) دوسرے دن پانی سے نہیں ہلتی (۳) ٹیوب کو خراب نہیں کرتی (۴) ٹیوب میں جمتی نہیں (۵) دوامی سوین سے زیادہ ہے (۶) رنگت سوین کے برابر ہے قیمت فی شیشی ۲/ کمیشن ۳۳ فیصدی۔ اے رحیم اینڈ برادرز قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹوکیو ۲۴ اگست۔ جاپانی گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ اس کی فوجوں نے شہر نانکاؤ پر قبضہ کر لیا ہے۔

ناگپور ۲۴ اگست۔ سی پی گورنمنٹ نے فلم "گاندھی جی کی ملک معظم سے ملاقات اور راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کو گاندھی جی کی روانگی کے متعلق بہت سی فلموں پر سے پابندی ہٹالی ہے۔

پشاور ۲۴ اگست۔ خان عبد الغفار خان ۲۶ اگست کو پشاور تشریف لا رہے ہیں۔ ان کے استقبال کے لئے ایک نمائندہ مجلس استقبالیہ بنائی گئی ہے۔ تاکہ شایان شان استقبال ہو سکے۔

الہ آباد ۲۴ اگست۔ یو۔پی گورنمنٹ کے فیصلہ کے مطابق آج نینی جیل سے کاکوری سازش کیس کے چار قیدیوں کو رہا کر دیا گیا۔ ان کے علاوہ تشدد کے دو دوسرے قیدی بھی جو اس جیل میں قید تھے۔ رہا کر دئے گئے ہیں

جموں ۲۴ اگست۔ شہر میں ہڑتال بدستور جاری ہے۔ لوگ مہاراجہ کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ جب تک پرائم منسٹر ان سے ملاقات نہ کر لیں گے۔ کسی دوسرے وزیر یا افسر کو ان سے نہیں ملنے دیا جائے گا۔

لاہور ۲۴ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ اس وقت چار سرکردہ سیاسی کارکن جن پر گورنمنٹ خطرناک کمیونسٹ یا انقلاب پسند ہونے کا شبہ رکھتی ہے شاہی قلعہ لاہور میں ایام نظربندی بسر کر رہے ہیں۔ کل ۳۵ سیاسی سوشلسٹ اور اکالی کارکنوں کو ان کی مشتبہ سیاسی سرگرمیوں کے پیش نظر بند کر دیا گیا تھا۔ لیکن اب تین ایسے سیاسی کارکنوں کے سوا باقی تمام سیاسی نظر ان پابندیوں سے آزاد کر دئے گئے ہیں۔

بمبئی ۲۳ اگست۔ آج اسمبلی میں گورنمنٹ کی طرف سے وزیروں اور سپیکر کی تنخواہ کا بل پیش کیا گیا۔ ڈاکٹر امبیڈکر اور ایم سیمبردن نے اعتراض کیا کہ اتنی تھوڑی تنخواہ نہیں ہونی چاہیے اس سے حکومت کی شان میں فرق آتا ہے۔ مگر پرائم منسٹر نے اعلان کیا کہ ہم اپنے خیال کے مطابق ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ زیادہ تنخواہ لینا ہمارا مقصد نہیں۔ بل کثرت رائے سے پاس ہو گیا۔

اسکندریہ ۲۳ اگست۔ شاہ فاروق کی منگنی مصر کے سابق وزیر اعظم محمد پاشا سعید کی پوتی اور یوسف بیگ ذوالفقار کی لڑکی سے ہو گئی ہے مصر کی ملکہ کی عمر اس وقت سولہ سال ہے

حیدر آباد ۲۳ اگست۔ نظام گورنمنٹ نے لنڈن کے تین کمیونسٹ ماہوار رسالوں کا داخلہ حدود ریاست میں بند کر دیا ہے۔ ضبط شدہ میگزینوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) دی کمیونسٹ انٹرنیشنل (۲) انٹرنیشنل پریس کارسپانڈنس (۳) لیبر منتھلی۔

جھانسی ۲۳ اگست۔ مقامی ہفتہ وار اخبار "دین بندھو" کو معلوم ہوا ہے کہ سر ہیری ہیگ گورنر یوپی جب چھٹی پر جائیں گے۔ تو آپ کی جگہ سر تیج بہادر سپرو کو یوپی کا گورنر مقرر کیا جائے گا۔

ٹوکیو ۲۳ اگست۔ تمام منڈیوں اور بازاروں کے بند ہو جانے کی وجہ سے سنگھائی کے ۷ ہزار شہری قلت اشیاء کا شکار ہو رہے ہیں۔ جاپانیوں کے ہاں کام کرنے والے چینی ملازم بھاگ گئے ہیں۔

ٹوکیو ۲۳ اگست۔ جاپان ٹائمز نے لکھا ہے۔ سنگھائی میں کسی لمحہ پر بھی جنگ چھڑ سکتی ہے۔ جس کے نتیجہ کے طور پر جنگ کے بادل سارے چین پر چھا جائیں گے۔ اور جنگ کئی سال تک جاری رہے گی۔ اگر جنگ نے طول پکڑ لیا تو دو سال کے اندر اندر جاپان کی اقتصادی اور فوجی قوت کو بھاری دھکا لگے گا۔

قاہرہ ۲۳ اگست۔ مسولینی نے فیصلہ کیا ہے کہ نوجوان اطالوی لڑکیوں کو نوآبادیات میں ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے بھیجا جائے۔ چنانچہ فیسٹ پارٹی نے مسولینی کی اس تجویز کو منظور کر لیا ہے۔ ان لڑکیوں کو پہلے اٹلی میں تربیت دی جائے گی۔ ۰۰ ۱۵ لڑکیوں کا پہلا جتھہ ماہ اکتوبر میں حبشہ روانہ ہو جائے گا۔

ٹوکیو ۲۳ اگست۔ جاپان گورنمنٹ کے وار آفس کی طرف سے جنگ کے لئے چندہ جمع کیا جا رہا ہے۔ اس وقت تک دس ملین ین جمع ہو چکے ہیں۔

سری نگر ۲۳ اگست۔ اس خبر میں کہ خان بہادر عبد القیوم چیف جسٹس رخصت پر جا رہے ہیں کوئی صداقت نہیں۔

لنڈن (بذریعہ ڈاک) یکم دسمبر ۱۹۳۶ء کو جب ڈیوک آف ونڈسر (سابق شاہ ایڈورڈ) نے انگلستان کے تخت و تاج سے دست بردار ہونے کا اعلان کیا تھا۔ یورپ کے اخباروں میں اس خبر کا بڑا چرچا تھا۔ کہ انہیں آسٹریا کی طرف سے تخت و تاج کی پیشکش کی گئی ہے۔ بعد میں یہ افواہیں پھیلیں۔ کہ ڈیوک آف ونڈسر کو جمہوریت امریکہ کی پریذیڈنٹ شپ پیش کی گئی ہے۔ کچھ عرصہ تک یورپ میں یہ خبر بھی گرم رہی تھی۔ کہ ڈیوک آف ونڈسر کو پولینڈ کی بادشاہت بھی پیش کی گئی۔ اس سلسلہ میں ایک اطلاع مظہر ہے کہ ایک آسٹرین ڈیلیگیشن نے ڈیوک آف ونڈسر سے ملاقات کی۔ اور انہیں آسٹریا کا تخت و تاج پیش کیا۔ اس کے جواب میں ڈیوک نے کہا "آپ کی پیشکش سے میری بڑی عزت افزائی ہوئی ہے۔ لیکن میں نے بادشاہ نہ بننے کا فیصلہ کر لیا ہے"

واردھا ۲۴ اگست۔ گاندھی جی کے خون کا دباؤ آہستہ آہستہ کم ہو رہا ہے۔ ڈاکٹروں نے انہیں مکمل آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے

ٹوکیو ۲۳ اگست۔ آج جاپانی کیبنیٹ نے جاپان کے سرکردہ فوجی جرنیلوں سے ملاقات کی۔ انہوں نے حلف اٹھایا۔ کہ ہم کیبنٹ کی حمایت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔

شملہ ۲۴ اگست۔ وایٹ ہال سے مشورہ کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا نے انڈین لیجسلیٹو اسمبلی کے پارٹی لیڈروں کو مطلع کیا ہے کہ حکومت لیجسلیٹو اسمبلی کے فیصلہ سے پہلے شوگر ایگریمنٹ میں کسی قسم کی ترمیم نہیں کرے گی۔ اس سلسلہ میں عنقریب ہاؤس کے لیڈر اور پارٹی لیڈروں کے درمیان ایک مشاورتی کانفرنس بلائی جائے گی۔ ان حالات میں مسٹر ایس ستیہ مورتی اپنی تحریک التوا پیش نہیں کریں گے کیونکہ

زمانہ حاضرہ کی بیکاری کا واحد علاج

ہر مذہب و ملت کے اصحاب کی سہولت کے لئے ہم نے ایک سال سے کمرشل مضامین کی تیاری کے لئے "دی جنٹلمین ٹائپ آرٹ" متعلقہ چارٹ ہاؤس کے نام پر کالج کھول رکھا ہے جس میں ٹائپ رائیٹنگ (ٹچ سسٹم) انگریزی شارٹ ہینڈ (مختصر نویسی) بک کیپنگ آفس روٹین کا کام سکھایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ میٹرک کے طلبا تک انگریزی کی ٹیوشن کا بھی انتظام ہے۔ علاوہ ازیں ٹائپ مشین کی خرید و فروخت و مرمت کی جاتی ہے۔ فیس مقابلتاً کم ہے۔

المعلن:۔ عبد العلیم گھٹی منیجر دی جنٹلمین ٹائپ آرٹ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سندھ ایکسپریس

پشاور اور کراچی کے درمیان ایک نئی تیز رفتار پسنجر سروس

یکم اکتوبر ۱۹۳۷ء سے ایکسپریسیں (۱۹ اپ اور ۲۰ ڈاؤن) جو اس وقت پشاور اور لاہور کے درمیان چلتی ہیں۔ کراچی تک چلائی جایا کریں گی۔ اس سروس کا نام سندھ ایکسپریس ہوگا پشاور سے آنیوالی ڈاؤن ٹرین جو رات کے سات بجکر پندرہ منٹ پر لاہور پہنچے گی۔ قریبًا ایک گھنٹہ کے وقفہ کے بعد کراچی کو روانہ ہوگی۔ اور راستہ میں مختلف جنکشنوں پر مناسب ملاپ (کنکشنز) عمل میں لاتی ہوئی اگلے دن قریبًا آٹھ بجے شب کراچی پہنچے گی۔

اپ ایکسپریس آٹھ بجے صبح کراچی سے روانہ ہوگی۔ اور راستہ میں مختلف گاڑیوں سے اتصال کرتی ہوئی اگلے دن آٹھ بجے صبح لاہور پہنچے گی۔ اور قریبًا ایک گھنٹہ کے بعد پشاور روانہ ہوگی۔

ایک انڈین ڈائننگ کار لاہور کراچی ڈاک گاڑیوں کیساتھ چلانے کی بجائے دونوں طرف سے سندھ ایکسپریس کیساتھ لگائی جائیگی۔

چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

صحت و درازی عمر کو پانے کا خوش آیند پیغام
آفتاب رحمت کا طلوع

ہر ایک قسم کی چوٹوں۔ زخموں اندرونی و بیرونی دردوں اور پیٹ کی خرابیوں اور جلدی امراض تیز زہروں میں پورے وثوق سے فایدہ پہنچانے والی دوائی "امرت دھارا" ہی ہے۔

امرت دھارا بجلی کی طرح گھوم کر سارے بدن کو نکھار دیتی ہے۔ اسمیں ایسے اجزا شامل ہیں۔ جو ہر ایک قسم کی اندرونی۔ بیرونی۔ نئی اور پرانی بیماریوں پر ایک سا اثر رکھتے ہیں۔ یہ بدن کی تمام مضر اخلاط کو دھو ڈالتی ہے۔ اور جراثیم کو خارج کر دیتی ہے۔

بدہضمی متلی ہیضہ پیچش۔ اسہال۔ کمزوری ہاضمہ۔ زکام۔ نزلہ۔ ملیریا۔ انفلوانزا پر اس سے ۹۹ فیصدی فایدہ ہوتا ہے۔ پٹھوں اور رگوں کے متعلق تمام دردوں پر بھی یہ فسٹ ایڈ کا کام دیتی ہے۔

ہر ایک بیماری پر اپنا ایک جیسا اثر رکھنے میں امرت دھارا نے ساری دنیا میں شہرت حاصل کی ہے۔ اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ اس نے ان ہزاروں آدمیوں کو تکلیف سے بچایا ہے۔ جن کی بیماری کا مطلق کوئی پتہ نہیں چلتا تھا۔ اور جو اپنے جینے کی امید کھو چکے تھے۔

امرت دھارا تمام نباتاتی اور حیوانی زہروں کو دور کرنے پر بھی جادو کا کام کرتی ہے۔ تندرستی کی محافظ اور ہر ایک بیماری میں فسٹ ایڈ۔ ہر وقت جیب میں رہنی چاہئے۔ مفصل حالات کے واسطے رسالہ "امرت" مفت منگواویں۔

قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنے (عہ) نصف شیشی ایک روپیہ چار آنہ (عہ) نمونہ آٹھ آنے (۸؍)

احتیاط: نقلوں سے بچو۔ کیونکہ سخت و دیرینہ امراض میں دھوکا دے کر دکھ و تشویش کو بڑھا دیں گی۔ صحت کے معاملے میں کبھی نقلوں پر اعتبار نہ کرو۔

رجسٹرڈ "امرت دھارا"
(آپ کے گھر کا ڈاکٹر)

خط و کتابت و تار کا پتہ:۔ امرت دھارا ۱۲۵ لاہور

المشتہر: مینجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بلڈنگس امرت دھارا روڈ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی